آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے ــــ + ــــ لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۴   بابت ماہ مئی ۱۹۰۵ء   نمبر ۵

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ مئی ۱۹۰۵ء کو منیجر میگزین کے اہتمام سے شایع ہوا - چندہ سالانہ ۱۱: ۱۲

تعلیم الاسلام کالج

دو سال گذر چکے ہین جب اس کالج کی بنیاد پہلے رکھی گئی تھی۔ اور ابھی تک یہ بات کو اس کی تعلیمی حالت کا صحیح اندازہ لگانے کا موقعہ نہ ملا تھا مگر ۱۹ شئہ ۱۹ء کے امتحان یونیورسٹی نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ علاوہ دینی تعلیم اور تعلیم قرآن شریف کے جو اس کالج کے خاص اغراض مین سے ہے یہان کی معمولی تعلیم بھی اعلےٰ درجہ کی ہے اور کالج کا سٹاف خصوصًا قابل تعریف ہے۔ اس سال اس کالج سے چار طالب علم امتحان ایف اے مین شامل ہوئے تھے جن مین سے تین کامیاب ہوئے جہان عام طور پر ایف اے کے امتحان مین ۳۸ فیصدی طالب علم پاس ہوئے ہین اور بڑے بڑے مشہور کالجون مین بھی نصف کے قریب قریب ہی تعداد پاس شدگان کی ہے۔ ہمارے کالج کا نتیجہ ۷۵ فیصدی کامیاب بنتا ہے +

نئی فسٹ ایئر کلاس ۱۵ مئی سے کھل گئی ہے اس لیے عام طور پر اطلاع دیجاتی ہے کہ جو طالب علم داخل ہونا چاہین وہ پرنسپل صاحب تعلیم الاسلام کالج قادیان سے خط و کتابت کر کے پراسپکٹس منگوا سکتے ہین۔ **زمانہ کی زہرناک ہواؤن کے اثر سے بچنے کے لیے یہ جگہ خدا کے فضل سے نہایت عمدہ ہے +**

عمارت کے سلسلہ کو بھی وسیع کرنا پڑا ہے اور مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کے لیے کمرے بنوانے پڑے ہین اسلیے سب دوستون کی خدمت مین التماس ہے کہ فراہمی چندہ مین خاص طور پر کوشش کرین۔

ماہوار چندون مین بہت تساہل ہو رہا ہے سب احباب اپنے اپنے بقایا کو جلدی ادا کرنے کی کوشش کرین + چندہ بھیجتے وقت یہ اطلاع ساتھ دیا کرین کہ کس کس ماہ کا چندہ ہے۔ ترسیل زر بنام ایم حسن صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام ہونی

مسکین فنڈ اور یتیم فنڈ کیطرف جماعت کی بہت بڑی توجہ درکار ہے۔ اگر ان مدات مین خیرات صدقات زکوٰۃ وغیرہ کا روپیہ سب احباب کیطرف سے آنا شروع ہو جاوے تو بہت سے مستحق فایدہ اٹھا سکتے ہین ابتک یہ فنڈ بہت کمزوری کی حالت مین ہین۔ اور خاص توجہ کل جماعت کی چاہتے ہین۔

ضرورت ہے ایک جونیئر ٹرینڈ ٹیچر کی جو ایف اے پاس ہو۔ ایک ورزش ماسٹر کی جو سند یافتہ ہو۔ خط و کتابت بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہونی چاہیئے +

خاکسار محمد علی سکرٹری مینیجنگ کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

تعدّد ازواج

۳- تعدّد ازواج پر اعتراضون کا جواب

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مارچ کے رسالہ مین جو تعدد ازواج کی ضرورت پر ایک مضمون لکھا گیا تھا اسکے متعلق بعض لوگون کو ایک غلط فہمی ہوئی ہے اور قبل اسکے کہ اور اعتراضونکا جواب دون پہلے مین اسی غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کرون گا۔ رسالہ کے معزز ناظرین مین سے ایک صاحب نے جو اس مضامین کے سلسلہ کو جو پردہ سے شروع ہوا ہے بڑی دلچسپی سے پڑھتے رہے ہین مجھے ایک خط لکھا ہے جس مین تعدد ازواج کی ضرورت کے مضمون کو "نہایت مدلّل" مان کر وہ لکھتے ہین "لیکن مین یہ کہتا ہون کہ آپ کی اپنی تحریر کے بموجب عام قاعدہ یہی رہے گا کہ ہر شخص ایک ہی بی بی سے نکاح کرے۔ اسکے بعد مین آپ کو قانون کے اُس مسلم اصول کی طرف توجہ دلاتا ہون جو بنتھم صاحب نے اپنے مسئلہ وضع قوانین مین لکھا ہے کہ سب سے عمدہ قاعدہ وہ ہے جسکا مقصد بڑی سے بڑی تعداد کو بڑے سے بڑا فایدہ پہنچانا ہے۔ خود قدرت کا بھی یہی منشا معلوم ہوتا ہے کہ عام قاعدہ ایک بی بی سے نکاح کرنیکا ہی ہے کیونکہ قدرت نے مردون اور عورتون کی تعداد مین عورتون کی تعداد کو مردون کی تعداد سے تھوڑا ہی زیادہ رکھا ہے۔" مجھے سمجھ نہین آتا کہ یہ غلط فہمی کیونکر پیدا ہوئی ہے۔ مین نے کبھی یہ نہین لکھا کہ تعدد ازواج عام قاعدہ ہونا چاہئے یا ہو سکتا ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے مین نے صاف الفاظ مین اپنے مضمون مین لکھدیا تھا کہ.... عام قاعدہ واحد زوج کا ہی رہیگا اور تعدد ازواج اس قاعدہ کے لیے بطور استثناء کے رہیگا اور اسی دعوی کی تائید مین میرے تمام دلایل تھے ایسا ہی دوسرے مضمون مین جس کا عنوان اسلام مین تعدد ازواج تھا۔ یہ وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ قرآن کریم تعدد ازواج کی اجازت دیتا ہے اور اسکو

فرض نہین ٹھہرتا۔ اب جب تک یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ کوئی وجہ ایسی نہین جس کی بنا پر تعدد ازدواج کو ایک استثناء کے رنگ مین رکھا جاوے یا جو دلایل دیے گئے ہین وہ صحیح نہین مجھے کسی بات کا جواب دینے کی ضرورت نہین امر تنقیح طلب یہ نہین کہ تعدد ازدواج یا واحد زوج کے قاعدہ مین سے کس کو عام قاعدہ بنایا جاوے کیونکہ یہ بحث کبھی کسی نے نہین کی کہ تعدد ازدواج دنیا کے لیے عام قاعدہ ہو سکتا ہے امر فیصلہ طلب یہ ہے کہ جس صورت مین واحد زوج کے قاعدہ کو دنیا کے لیے عام قاعدہ تسلیم کیا جاتا ہے آیا کافی وجوہات اس امر کے موجود نہین کہ تعدد ازدواج ایک ضروری استثناء کے طور پر ہے۔ مین اس سوال کا جواب دے چکا ہون اور منتظر ہون کہ تعدد ازدواج کے مخالف اسکا کیا جواب دیتے ہین ساتھ ہی مین اپنے اس دوست کی خدمت مین جس کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے یہ عرض کرتا ہون کہ جس صورت مین وہ یہ تسلیم کرتے ہین کہ عورتون کی تعداد مردون کی تعداد سے کسی قدر زیادہ ہے تو تعدد ازدواج کو استثناء کے رنگ مین خود انہون نے مان لیا ہے +

تعدد ازدواج فرض نہین

یہ غلطی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے تعدد ازدواج کے تمام مخالفین نے کی ہے وہ تعدد ازدواج کو استثناء سمجھ کر اسپر اعتراض نہین کرتے بلکہ اسکو ایک عام قاعدہ فرض کر کے ناحق اعتراض اٹھاتے ہین اسلام نے یہ نہین کیا کہ زوج واحد کے قاعدہ کو منسوخ کر کے تعدد ازدواج کے قاعدہ کو رواج دیا ہو۔ بلکہ صرف ان نقصون کی اصلاح کے لیے تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے جو بعض اوقات زوج واحد کے قاعدہ سے پیدا ہوتے ہین۔ عرصہ نہین ہوا کہ مسٹر دلاور حسین نے بڑے زور شور سے تعدد ازدواج پر حملے کیے مگر اسلامی مسایل سے ان کی واقفیت کا یہ حال ہے کہ انکے نزدیک تعدد ازدواج کو اسلام نے ایسا ضروری قرار دیا ہے جسپر عمل کرنا ہر زمانہ اور ہر ملک کے مسلمانون کا فرض ہے۔ حالانکہ جیسا مفصل گذشتہ اشاعت مین دکھایا جا چکا ہے اسلام صرف یہ اجازت دیتا ہے کہ ضرورت کے وقت تعدد ازدواج جایز ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہر ایک قاعدہ جو سوسائٹی کے لیے تجویز کیا جاوے وہ ایسا ہونا چاہیے جس سے بڑی سے بڑی تعداد کا بڑے سے بڑا فایدہ منصور ہو لیکن استثناء کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ جن نقصون کی اصلاح قاعدہ سے نہین ہو سکی ان کو دور کیا جاوے۔ اس اصول کے مطابق جہان زوج واحد کے قاعدہ سے اغراض نکاح حاصل نہین ہو سکتے۔ وہان تعدد ازدواج کا مسئلہ ضرورتون کو پورا کرنے والا ہوتا ہے پس یہ ایک قسم کا علاج ہے اور اسکے متعلق ہمنے صرف اسیقدر دیکھنا ہے کہ آیا جن بیمار یون کے لیے یہ علاج تجویز کیا گیا ہے ان مین یہ مفید بھی ہے یا نہین۔ ہان اگر قرآن شریف تعدد ازدواج کو ہر مسلمان

پر فرض کر دیتا تو اسوقت یہ سوال اٹھایا جاسکتا تھا کہ آیا زوج واحد کے قاعدہ سے زیادہ فایدہ متصور ہے یا تعدد ازواج کے قاعدہ سے - اوران دونون مین کونسا وہ طریق ہے جو سوسائیٹی کے لیے زیادہ امن اور فایدہ کا باعث ہوسکتا ہے مگر موجودہ حالات کے ماتحت سوال اس قدر پیدا ہوتا ہے کہ آیا کوئی ایسے واقعات انسانی سوسائیٹی مین پیدا ہوسکتے ہین جو تعدد ازواج کو ضروری ٹھہراتے ہون اور آیا یہ علاج ٹھیک ہے یا نہین اور انہی سوالون کا جواب اس مضمون کے پہلے حصون مین دینے کی کوشش

زوج واحد کے قاعدہ کی عمومیت

تعدد ازواج کے مسئلہ کو کیون ناجایز قرار دیا جاتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جسکا جواب آج تک نہین ملا - بڑا زور اس بات پر دیا جاتا ہے کہ زوج واحد کا قاعدہ ایسا وسیع اور عام ہے جسکو توڑنا کسی صورت مین جایز نہین مگر یہ جواب اسیوقت تک ہے جبتک تعدد ازواج کی مذمت مقصود ہو - اگر کوئی قوم یا کوئی حکومت دنیا پر ایسی ہوتی جو زوج واحد کے قاعدہ کی ایسی توسیع اور عمومیت کی قایل ہوتی کہ اسکو کسی صورت مین توڑنا جایز نہ سمجھتی تو ایسی قوم یا حکومت تعدد ازواج کی ممانعت کرنے مین معذور ہوتی مگر ایسا ہرگز نہین - زوج واحد کے قاعدہ کو مین بھی عام قاعدہ مانتا ہون مگر دوسرے قواعد کی طرح یہ بھی استثنا کا محتاج ہے اور بغیر استثناء کے ہرگز درست نہین ٹھہرتا مثلاً دنیا مین کسی قوم یا کسی گورنمنٹ نے تجرد کو جرم قرار نہین دیا حالانکہ تجرد بھی زوج واحد کے قاعدہ کے لیے بطور استثنا کے ہی ہے کیونکہ زوج واحد کا قاعدہ یہ چاہتا ہے کہ ہر ایک مرد کا ایک عورت سے پیوند نکاح ہو - مگر جو شخص تجرد اختیار کرتا ہے وہ اس قاعدہ کو توڑتا ہے - یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جو بد نتائج تجرد سے پیدا ہونے کا احتمال ہے وہ تعدد ازواج کے موہوم ضرر سے کہین بڑھکر ہین - جو شخص باوجود قوائے رجولیت کے شادی نہین کرتا اس سے یہ اندیشہ ہے کہ کسی بدکاری مین مبتلا ہو کر سوسائیٹی کو سخت نقصان پہنچاے مگر باوجود اسکے دنیا کا کوئی قانون اسے مجبور نہین کرتا کہ وہ ضرور نکاح کرے اور ایک بی بی رکھے - اگر کسی امر کے روکنے کی ضرورت صرف یہی ہوتی ہے کہ اس سے سوسائیٹی کو مضرت کا احتمال ہے اور جسقدر زیادہ نقصان کا اندیشہ ہو - اسیقدر یہ ضرورت بھی زیادہ ہوتی ہے تو پھر مقدم ممانعت تجرد کی ہے نہ تعدد ازواج کی - کیونکہ تجرد کے نقصان بمقابلہ تعدد ازواج کے بہت ہی زیادہ ہین اور کوئی سوسائیٹی یا کوئی ملک ایسا نہین جہان تعدد ازواج سے وہ نقصان پیدا ہوئے ہون جو مثلاً پادریون جیسی بزرگ جماعت کے تجرد سے عیسائی ممالک مین پیدا ہوتے رہے ہین - یہ کہا جائیگا کہ پادریونکو تجرد پر مجبور کیا جاتا تھا حالانکہ تعدد ازواج کے لیے کوئی انسان مجبور نہین کیا جاتا - مگر اس خیال کو چھوڑکر بھی تجرد کے نقصان اسقدر

ہین جن کو کسی صورت مین نظر انداز نہین کیا جا سکتا۔ تعدد ازدواج مین اور اس مین بڑا بھاری فرق یہ ہے کہ تعدد ازدواج کا کوئی نقصان فرضی طور پر ہو بھی تو وہ اس شخص کی ذات تک محدود ہے جو اس مسئلہ پر عمل کرتا ہے اور سوسائیٹی کو اسکا کوئی نقصان نہین مگر جو شخص تجرد اختیار کرتا ہے اس سے سوسائیٹی کو خطرہ ہے کیونکہ وہ زنا مین مبتلا ہو کر ایک قوم کو نقصان پہنچائے گا۔ پس اگر زوج واحد کا قاعدہ ایسا عام اور وسیع ہے جو کسی صورت مین توڑا نہین جا سکتا اور جسکے لیے کوئی استثنا نہین تو قومون کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ تجرد کو جرم قرار دین۔ مگر کیا دنیا کا کوئی مصلح اس امر کے لیے تیار ہے؟ نہین بلکہ ایسی تجویز پر ہنسا جاوے گا۔ حالانکہ اگر غور کیا جاوے تو اس سے بہت زیادہ ہنسی کے قابل وہ قوانین ہین جو تعدد ازواج کو جرم قرار دیتے ہین۔ پس یہ کسقدر حماقت ہے کہ جس قاعدہ کو خود یہ لوگ بکثرت توڑ رہے ہین۔ جب تعدد ازدواج کو اسی قاعدہ کے لیے استثناء قرار دیا جاتا ہے تو اسپر تعجب کیا جاتا ہے اور یہ بیہودہ عذر تراشا جاتا ہے کہ زوج واحد کا قاعدہ کسی صورت مین ٹوٹنا نہین چاہیے۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ دنیا مین ایسے آدمی موجود ہین جو یا تو نکاح کر نہین سکتے اور یا انکو نکاح کرنا نہین چاہیے مگر ساتھ ہی اسکے ایسے لوگ بھی بکثرت ہین اور ان کی تعداد یوماً فیوماً یورپ اور امریکہ کے مہذب ممالک مین ترقی کرتی جاتی ہے جو نکاح کی قید کو صرف اسکی ذمہ داریون کی وجہ سے برا سمجھتے ہین اور جن کی غرض سوائے اسکے کچھ نہین کہ کسی طریق سے جذبات شہوانی کی خواہشات کو پورا کر لیا جاوے۔ اب ان لوگون کا وجود سوسائیٹی کے لیے ایک مہلک اور خطرناک وبا ہے مگر تاہم انکے انسداد کے لیے یہ قانون تجویز کرنا کہ ہر ایک شخص کو جو بالغ ہو کر نکاح نہ کرے مجرم قرار دیا جاوے ظلم ہوگا۔ ایسا ہی ہر سوسائیٹی مین کم و بیش ایسے آدمی بھی ہو سکتے ہین جو محض جذبات شہوانی کو پورا کرنیکے لیے ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسرا نکاح کرین۔ اگرچہ انکی تعداد بسبب ان بھاری ذمہ داریونکے جو تعدد ازدواج کے ساتھ لگی ہوئی ہین بہت ہی کم ہوگی اور دوسری طرف وہ آدمی بھی ہین جو واقعی تعدد ازدواج کی ضرورت کو محسوس کرتے ہین۔ اب مین پوچھتا ہون کہ کیا یہ انصاف ہے؟ کہ پہلے گروہ کے انسداد کیلیے قانون ایسا تجویز کیا جائے جو دوسرے گروہ کی ضرورت حقہ کو بھی نظر انداز کر دے اور انکو مجرم قرار دے۔ یہ دونون سوال ایک ہی رنگ کے ہین اور ان کا ایک ہی جواب ہو سکتا ہے۔ پس جس پہلو سے تعدد ازدواج کے مسئلہ پر غور کیا جاوے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تعدد ازدواج کی ممانعت کی کوئی وجہ نہین۔

سوسائیٹی کے لیے زیادہ مفید کیا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ جو امر سوسائیٹی کی بڑی سے بڑی تعداد کو بڑے سے بڑا فایدہ پہنچا سکتا ہے

وہ قانون نکاح ہے نہ زوج واحد کا قاعدہ۔ ہان اس مین شک نہین کہ نکاح کے اغراض اکثر ایک ہی بی بی سے پورے ہوجاتے ہین مگر ہمیشہ اور ہر حال مین یہ بات صحیح نہین ٹھہرتی اسکا ثبوت مضمون کے حصہ اول مین دیا جاچکا ہے پس تعدد ازدواج کا مسئلہ زوج واحد کے قاعدہ کے لیے بطور متمم کے ہے اور اس سے ان نقصانوں کا جبر ہوتا ہے جو بعض وقت زوج واحد کے قاعدہ سے پیدا ہوتے ہین پس اگر تعدد ازدواج کے دروازے کو قطعًا بند کردیا جائے تو زیادہ سے زیادہ تعداد نکاح کے اغراض سے کیونکر فایدہ اٹھا سکتی ہے بلکہ اس طرح سے ضرور ایک جماعت ان اغراض کے حصول سے محروم رہجائے گی اور نہ ہی وہ فایدہ جو تعدد ازدواج کی ممانعت سے پیدا ہوگا۔ بڑے سے بڑا فایدہ کہلا سکتا ہے کیونکہ اسکے ساتھ بہت ساری مضرتین ملی ہوئی ہونگی جن کا علاج سوائے تعدد ازدواج کے اور کوئی نہین۔ یورپ کے ممالک مین زنا کی کثرت پر افسوس کرنیوالے تو بہت ہین مگر اس کے اصل وجوہات کیطرف توجہ کوئی نہین کرتا۔ اور پھر اصرار یہی کیا جاتا ہے کہ تعدد ازدواج کی ضرورت کوئی نہین

کیا تعدد ازدواج محرک جذبات شہوانی ہے

تعدد ازدواج پر ذیل کے اعتراض میان دلاور حسین کی تحریر سے لیے گئے ہین جن کو اسلام کے اصول پر اعتراض کرنے مین خاص مشاق حاصل ہے چنانچہ تعدد ازدواج کے متعلق وہ لکھتا ہے۔

"تعدد ازدواج کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسانون کے دل بہت زیادہ شہوانی جذبات کیطرف پھرجاتے ہین۔ اور جن لوگونکو روپیہ یا مرتبہ یا وجاہت کے سبب سے کچھ مقدرت حاصل ہوتی ہے وہ بہت جلد شہوانی خوشیون مین پڑجاتے ہین"۔ یہ معترض کا دعوے ہے مگر تعجب اس دعوے کی دلیل پر ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "بنگال کے مسلمان زراعت پیشہ آبادی تعدد ازدواج کی کثرت کی وجہ سے بالکل تباہ ہوچکی ہے اور یہ لوگ ظلم اور بدکاری اور شرارت اور ارتکاب جرایم مین حد سے گذر چکے ہین"۔ تعجب اس بات پر ہے کہ دعوے تو یہ تھا کہ دولت یا وجاہت یا مرتبہ کے سبب سے لوگ تعدد ازدواج کیطرف زیادہ مایل ہوجاتے ہین اور اس کی دلیل مین دیہاتی آبادی زراعت پیشہ لوگون کی پیش کی گئی ہے جن کی مفلسی حد سے گذری ہوئی ہے۔ اب بالفرض جیسا کہ معترض کا بیان ہے اگر واقعی ان لوگون کی اخلاقی حالتین بہت پستی کی حالت مین ہی ہین تاہم معترض کا فرض تھا کہ یہ تحقیقات کرتا کہ اس کی وجہ تعدد ازدواج یا تعدد ازدواج کی کثرت ہی ہے اور اسی طبقہ کے غیر مذاہب کی آبادیون سے مقابلہ کرکے دکھاتا کہ مسلمان زراعت پیشہ آبادی کے بالمقابل غیر مسلمان زراعت پیشہ آبادی اپنی اخلاقی حالتون کے لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ مگر جب تک یہ امر ثابت نہین بلکہ برعکس اسکے

اسی طبقہ کی غیر مسلمان آبادی کی اخلاقی حالتین اور بھی گری ہوئی ہین تو اس بدکاری کی وجہ تعدد ازدواج مین تلاش کرنا معترض کی حماقت ہے مگر خدا جانے کیا وجہ ہے اور اسلام کے ساتھ مسٹر دلاورحسین کو کیا عداوت ہے کہ اس کی ہر ایک خوبی اس کی نظر مین بدی ہے اور ہر ایک بدی کی وجہ پردہ طلاق یا تعدد ازدواج ہے۔ یہ تو سمجھ مین نہین آتا کہ اسکو اس بات کا علم نہ ہو کہ عام طور پر ادنے طبقہ کے لوگون کی ہندوستان مین کیا حالت ہے۔ اور یہ بھی معترض پر مخفی نہین کہ ان مہذب ممالک مین جنکی مدح سرائی مین وہ شب وروز مصروف ہے ادنے طبقہ کے لوگ وحشیون کی طرح زناکاری اور بدکاری مین مبتلا ہین پس ان واقعات کے ہوتے ہوئے یہ دعوے کرنا کہ مسلمان ادنے طبقہ کی آبادی تعدد ازدواج کیوجہ سے بدکاری مین مبتلا ہے کسی طرح ٹھیک نہین ہو سکتا۔ ہان اگر کوئی واقعات ایسے ہین جو اس دعوے کے موید ہین تو وہ پیش کرنے چاہیئے۔ برخلاف اسکے یہ امر ثابت ہے کہ جن ممالک مین تعدد ازدواج کا رواج ہے وہان ان ممالک کی نسبت جہان اس کی ممانعت ہے زناکاری بہت ہی کم پائی جاتی ہے اور ایسا ہی شرابخوری اور دوسری شہوانی بدکاریان نسبتاً بہت ہی کم ہین اس کی شہادت مین خود عیسائی بلکہ پادری صاحبان کے قول کئی دفعہ اسی رسالہ مین نقل کیے گئے ہین جنہون نے صاف الفاظ مین تسلیم کیا ہے کہ مسلمان ممالک عیسائی ممالک کی نسبت بدکاری اور شرابخوری سے بہت پاک ہین۔ پھر تعدد ازدواج کا نیک اثر مارمنون کی حالت سے بھی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا فرقہ ہے جو عیسائی مذہب رکھتا ہے اور عیسائی ملک مین رہتا ہے۔ امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ مین ایک ریاست ہے جس مین کثرت آبادی کی مارمنون کی ہے۔ یہ لوگ انہین حالات کے ماتحت اپنی زندگیان بسر کرتے ہین جیسا انکے اردگرد کے عیسائی فرقے۔ اگر فرق ہے تو صرف اسقدر کہ ان مین تعدد ازدواج کا رواج ہے اور دوسری ریاستون مین اس کی ممانعت ہے۔ عملی طور پر یہی ایک بات ہے جو مارمنون کو دوسرے عیسائی فرقون سے الگ کرتی ہے۔ قریباً نصف صدی تک یہ لوگ بلا روک ٹوک تعدد ازدواج پر عمل کرتے رہے اور اس اثنا مین تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ ان کی ریاست بمقابلہ دوسری ریاستون کے شرابخوری زناکاری قماربازی وغیرہ بدکاریون سے قریباً آزاد رہی ہے اسکے متعلق مفصل مع حوالجات کے کسی گذشتہ اشاعت مین لکھا جا چکا ہے۔ مین نہین سمجھتا کہ اس سے بڑھکر بین ثبوت تعدد ازدواج کے نیک اثر کا اور کیا ہو سکتا ہے۔ ایک قوم جو اپنی تعلیم اپنے رواجون اور اپنے اردگرد کے حالات کے لحاظ سے دوسری عیسائی اقوام سے کسی طرح علیحدہ نہین سوا اسکے کہ تعدد ازدواج کو رواج دینے مین یہ ان سے الگ ہو گئی ہے اپنے اعلے اخلاق اور بدکاری سے زیادہ بچا رہنے سے یہ صاف ثبوت دیتی ہے کہ یہ صرف اس رواج کا نتیجہ

ہے جس مین اس نے دوسروں سے اختلاف کیا ہے۔

ان واقعات کو جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے الگ رکھکر اگر صرف ہم اس دعوے پر ہی غور کرین جو معترض نے کیا ہے تو اس کا بطلان صاف نظر آتا ہے کیونکہ اگر یہ دعوے صحیح ہے کہ تعدد ازدواج محرک جذبات شہوانی ہے تو پھر یہ بھی صحیح ہونا چاہئے کہ نکاح ہی ان جذبات کا محرک ہے۔ اتنی ہی بات سے اس دعوے کی اصلیت کھلجاتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تعدد ازدواج اور نکاح ہر دو محرک جذبات شہوانی نہین بلکہ ان جذبات کو دبانے والے ہین۔ کیونکہ مثلاً اگر ایک آدمی کو دوسری بی بی کی حاجت ہے اور قانون مانع نہین تو دوسرے نکاح سے نئے جذبات شہوانی پیدا نہین ہوجائین گے ہان اس کی فطرت ہی بد ہو تو الگ بات ہے مگر جب ایک شخص نکاح ثانی کر لیتا ہے تو وہ سوسائیٹی کا ایسا ہی اچھا ممبر ہے جیسا وہ آدمی جسکے ایک ہی بی بی ہے اسکے جذبات شہوانی بجائے جوش مین آنیکے دب جائینگے کیونکہ اس نے سچا علاج اختیار کیا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص کو ضرورت نکاح ثانی کی ہے اور قانون مانع ہے تو ضرور ہے کہ وہ ان کو پورا کرنیکے لیے ناجائز وسایل اختیار کرے گا۔ اب کوئی عقلمند انصاف کرے کہ آیا تعدد ازدواج کی اجازت محرک جذبات شہوانی ہے یا اس کی ممانعت۔ تعجب ہے کہ ایک فاش غلطی کو حق سمجھا جا رہا ہے۔ اگر یہ عذر کیا جاوے کہ اگرچہ تعدد ازدواج اس شخص کے لیے تو بطور علاج ہے جس کو اس کی ضرورت ہے لیکن اس کا اثر ان لوگون پر جنہین اس کی حاجت نہین مضر ہوگا۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ خیال بھی غلط ہے۔ جب کوئی قانون تجویز کیا جاتا ہے تو ذوی العقول اور سوچنے سمجھنے والے انسانون کے لیے تجویز کیا جاتا ہے جو اپنے فرایض کو جانتے اور اپنی ذمہ داریون کو سمجھتے ہین۔ تعدد ازدواج ایک ایسا امر ہے جسکو خواہ مخواہ ہر ایک انسان اختیار نہین کرے گا۔ جیسا کہ گذشتہ اشاعت مین ہم نے ثابت کیا ہے۔ جو ذمہ داریان اسکے ساتھ لگی ہوئی ہین وہ اسقدر اور اتنی بڑی ہین کہ کوئی شخص محض شوق کے طور پر اور بلا ضرورت اسکو اختیار نہین کر سکتا۔ جو شخص ایک بیوی رکھتا ہے وہ کم از کم یہ تو سمجھتا ہے کہ گھر کی ذمہ داریان کسقدر ہوتی ہین۔ اب نکاح ثانی سے نہ صرف یہ ذمہ داریان دوچند ہو جاتی ہین بلکہ انکے علاوہ بہت ساری اور نازک ذمہ داریان پیدا ہو جاتی ہین پس اور تمام باتون کو جنکا ذکر گذشتہ اشاعت مین کیا جا چکا ہے۔ نظر انداز کرکے ان ذمہ داریون کا وجود ہی ایک ایسا امر ہے جو تعدد ازدواج کو بلا ضرورت اختیار کرنے سے مانع ہوگا۔ اب ایک ایسی سوسائیٹی مین جہان تعدد ازدواج کی اجازت ہے۔ زنا تو اس طرح کم ہوگا کہ سوسائیٹی کی کل اخلاقی طاقت اسکے خلاف صرف ہوگی کیونکہ ہر شخص زانی کو ملامت کرے گا کہ جس صورت مین تعدد ازدواج کی اجازت ہے تو اس نے فعل بد کا ارتکاب کیون کیا۔ اور دوسری طرف

تعدد ازدواج کی نازک اور بھاری ذمہ داریان بلا ضرورت تعدد ازدواج اختیار کرنے سے مانع ہونگی۔اس طرح پر تعدد ازدواج کا رواج ایک نہایت ہی مفید رواج ہے جیساکہ عملی طور سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جہان تعدد ازدواج کی اجازت دیگئی ہے وہان زنا کے جرم کی سزا بھی زیادہ سنگین تجویز کی گئی ہے اور ان ممالک مین جہان تعدد ازدواج کی اجازت نہین۔اول تو غیر شادی شدہ مرد اور عورت کا ناجایز تعلق زنا نہین کہلاتا اور مزید بران یہ کہ شادی شدہ مرد اور عورت کا ناجایز تعلق بھی بہت سارے ممالک مین فوجداری جرم......نہین رہا پس سزا کی سختی تو نہ تھی مگر سزا بھی نہ رہی یہ واقعہ زنا کی کثرت کا موید ہے۔کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوسائیٹی زنا کو کچھ ایسی نفرت کی نگاہ سے نہین دیکھتی اس لیے ارتکاب زنا کے لیے جرأت بھی بڑھ جائے گی۔ان دلایل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ممانعت تعدد ازدواج محرک جذبات شہوانی ہے اور اس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ ایسے ممالک مین حرامی بچون کی نسبت کل تعداد پیدایشون سے چوتھائی تہائی بلکہ بعض جگہ نصف سے بھی زیادہ ہے۔مسٹر دلاور حسین اور دوسرے مخالفین تعدد ازدواج غور کرین کہ آیا ممانعت تعدد ازدواج ہی وہ امر نہین جو لوگون کے خیالات کو شہوانی جذبات کیطرف زیادہ پھیرتا ہے۔اور یہ جو کہا گیا ہے کہ صاحب دولت وثروت اور صاحب مرتبہ اور ذی وجاہت لوگ تعدد ازدواج کی اجازت سے آسانی سے دو دو تین تین بیویان کرنے لگین گے۔خواہ ان کو ضرورت ہو یا نہ ہو۔اول تو واقعات سے اسکا کوئی ثبوت اس عمومیت کے رنگ مین نہین جس عمومیت سے دعوے کیا گیا ہے اور دوسرا مین کہتا ہون کہ صاحب دولت اور صاحب مرتبہ لوگ اون ممالک مین جہان تعدد ازدواج کی ممانعت ہے کیا کمی کرتے ہین ہان نام مین فرق ہے یعنی ایک شخص تو دوسری بی بی سے نکاح کر لیتا ہے اور دوسرا شخص تین چار آشنا عورتون سے ناجایز تعلق رکھتا ہے۔فرق ہے تو صرف یہ کہ وہ اس کی بیبیان نہین کہلاتین اور کوئی ذمہ داری انکے متعلق اسکے گلے نہین پڑتی۔اب مسٹر دلاور حسین بجائے خود غور کرین کہ انکے نزدیک ایسے لوگون کے لیے کونسا طریق بہتر اور مفید ہے اور سوسائیٹی کو کس طریق مین زیادہ امن کی امید ہو سکتی ہے۔

تعدد ازدواج کا اثر عورت کی حیثیت پر کیا پڑتا ہے۔

وہی معترض جس کا ذکر اوپر آیا ہے تعدد ازدواج کے خلاف دوسرا اعتراض یہ کرتا ہے کہ اس سے عورت محض مال کی طرح مرد کے تصرف مین رہتی ہے اور عورت کو اس سے زیادہ کوئی وقعت نہین دیجاتی کہ وہ مرد کی آسایش کے لیے ایک چیز بنائی گئی ہے جسے جب اسکا جی چاہے

وہ الگ کر سکتا ہے اور اگر ظاہر طور پر (طلاق دیکر) الگ نہ بھی کرے تو بھی اصل مین وہ اسوقت سے الگ ہی ہوتی ہے جب اپنے مالک اور خاوند کو خوش نہ کر سکے" جو کچھ ہمنے اوپر لکھا ہے وہ اس اعتراض کی تردید کے لیے کافی ہے کیونکہ یہ دعوے بلا دلیل ہے اور معترض نے یہ اپنے دل سے ہی فرض کر لیا ہے کہ مرد ایسا کر سکتا ہے اور ایسا کر سکتا ہے۔ ثبوت اور واقعات پیش نہین کیے اگر یہ دلیل صحیح ہے تو اس کا اطلاق اس صورت مین بھی ہو سکتا ہے جہان ایک مرد ایک ہی بی بی رکھتا ہو۔ کیونکہ اسی طرح پر ایک شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جب بی بی سے اس کو خوشی حاصل نہ ہوگی تو وہ ایک آشنا رکھے گا۔ اور اصلی بی بی خواہ کھلے طور پر الگ نہ کی جاوے۔ مگر اصل مین وہ الگ ہی ہوگی۔ معترض کے دل مین اگر دلایل کا کچھ بھی ادب باقی ہے تو اسے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ان ممالک مین جہان تعدد ازدواج کی اجازت ہے ایسے واقعات اکثر پیش آتے رہتے ہین۔ اور ان ممالک مین جہان اسکی ممانعت ہے ایسے واقعات کبھی پیش نہین آتے یا آتے ہین تو شاذ و نادر اس کے علاوہ ہمنے یہ نہین دیکھنا کہ تعدد ازدواج کی اجازت سے ممکن طور پر کیا کیا فرضی نقصان پیدا ہو سکتے ہین بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ جس رنگ مین اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے۔ اس حد تک تعدد ازدواج کو ماننے کیا نقص پیدا ہوتے ہین۔ اگر اس بات کو مدنظر رکھا جاوے۔ تو اعتراض خود ہی دور ہو جاتا ہے کیونکہ تعدد ازدواج کی اجازت دیتے وقت سب سے پہلی شرط قرآن کریم نے یہی قرار دی ہے کہ سب بیبیونکو برابر رکھا جاوے اور کسی کو معلقہ کی طرح الگ ہی نہ کر دیا جاوے جس کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو مسٹر دلاور حسین نے اپنے اعتراض مین لکھا ہے۔ یعنے ظاہر طور پر تو بی بی رہے اور حقیقت مین نہ رہے۔ پس یہ اعتراض جو معترض کے دل مین پیدا ہوا ہے اس کی اپنی اسلامی اصول کی ناواقفیت کے سبب سے ہوا ہے۔

کیا تعدد ازدواج سے قوم کمزور ہو جاتی ہے؟

مسٹر دلاور حسین کے بعض اعتراض تو ایسے ہین کہ ایک سنجیدہ آدمی کو بھی ان سے ہنسی آجاتی ہے اس کی متعصب آنکھ کو ایک تل بھی پہاڑ نظر آتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ "تعدد ازدواج کا نتیجہ یہ ہے کہ جسم اور دل دونون کمزور ہو جاتے ہین اور پھر افراد کی کمزوری سے تدریجاً جماعتون کی جماعتین کمزور ہو کر آخر کار کل کی کل قوم نکمی ہو جاتی ہے" اگر معترض ان الفاظ کو خود ہی ٹھنڈے دل کے ساتھ دوبارہ پڑھتا تو کچھ نہ کچھ ضرور اپنے الفاظ کی اصلاح کرتا۔ دو یا تین فیصدی آدمیونکے تعدد ازدواج سے تو قوم کی قوم نکمی اور تباہ ہو جاتی ہے۔ مگر بیس یا تیس یا پچاس

فیصدی آدمیون کی زناکاری سے معترض کی رائے مین نہ قوم کی اخلاقی حالتین گرتی ہین اور نہ ہی کوئی اور نقصان پہنچتا ہے۔ معترض کو چاہیے تھا کہ کم از کم عرب کیحالت پر ہی غور کر لیتا کہ تعدد ازواج نے ان کو کمزور اور بودے اور سست کر دیا تھا یا اسکے خلاف اثر ظاہر ہوا تھا ایک طرف تو انہون نے علمی ترقی وہ دکھائی جو اُس زمانہ مین اپنی نظیر نہین رکھتی اور صدیون تک علوم فنون مین دنیا کے معلم بنے رہے یہانتک کہ یورپ کی تہذیب کا بجھا ہوا لیمپ بھی انہین کی روشنی سے روشن ہوا۔ اور دوسری طرف فتوحات مین وہ کارنامے دکھائے کہ بڑی سے بڑی منتظم سلطنتوں اور قواعددان فوجون کو کیڑون کی طرح پامال کر دیا اور ایک مدت تک دنیا کے ایک عظیم الشان حصہ پر اپنی حکومت کا سکہ جمائے رکھا کیا یہی لوگ دل اور جسم کے کمزور تھے۔ معترض کا فرض ہے کہ یہ دکھائے کہ تعدد ازواج نے ان لوگو نپر کونسا اثر کیا تھا جس سے وہ اب ڈرا رہا ہے۔ جواب دیتے وقت انکو یہ بات بھی فراموش نہین کرنی چاہیئے کہ اسلام سے پہلے عرب مین تعدد ازواج کا رواج اسلام سے بھی.. زیادہ تھا اور پھر اسکا سلسلہ دو یا چار یا دس پشتو نپر ختم نہین ہوتا بلکہ جہان تک تاریخ کا پتہ چلتا ہے تعدد ازواج کا رواج اسی طرح سے دکھائی دیتا ہے پس اگر تعدد ازواج کا اثر کسی قوم کی تباہی ہو سکتی ہے تو چاہیئے تھا کہ بجائے اسکے کہ عرب دنیا کے فاتح بنتے وہ سب قومونکے مغلوب اور مفتوح ہوتے اور جہالت کی تاریکی سے کبھی باہر نہ نکلتے نہ یہ کہ دنیا مین علوم کی روشنی پھیلانے والے ہوتے۔ اور جیسا قومون پر تعدد ازواج کی اجازت کا اثر برا نہین ایسا افراد پر بھی اسکا اثر برا نہین۔ معترض سخت دھوکہ مین پڑا ہوا ہے اور اس کو خبر ہی نہین کہ کس بات کو کس کا نتیجہ کہنا چاہیئے۔ اب بھی روئے زمین پر وہ اقوام موجود ہین جن مین تعدد ازواج کا رواج ہے اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ طاقت مین وہ ان قومون سے کسی طرح کم نہین جو تعدد ازواج کو جایز نہین رکھتین بلکہ بہت ساری ایسی قومون سے وہ اس میدان مین... فوقیت رکھتی ہین۔

تعدد ازدواج کے رواج کا نیک اثر

جیسا کہ مین نے پہلے بھی ذکر کیا ہے۔ کئی ایک وجوہات کے لحاظ سے تعدد ازدواج کے نیک اثر کی ایک مثال اس زمانہ مین قوم مارمن مین پائی جاتی ہے۔ یہ ایک عیسائی فرقہ ہے جو عیسائی ملک مین رہنے والا ہے اور جس نے تعدد ازواج کی ضرورت حقہ کو محسوس کر کے اور تمام قومی تعصبات کو چھوڑ کر اس پاک اصول پر عمل کرنا اپنا فخر سمجھا ہے اور تجربہ سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ بیشمار بدیان

اور بدکاریون کا سچا علاج تعدد ازدواج ہی ہے۔ اس جگہ مین اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ کیونکر انہون نے تعدد ازدواج کو اپنے لیے نہایت ہی مفید علاج پایا ہے۔ ایک مارمن عہدیدار جارج کینن کے الفاظ نقل کرتا ہون جو اسکے ایک لکچر سے لیے گئے ہین جو مارمنون کے جلسہ مین سنہ ۱۸۶۹ء مین دیا گیا تھا۔ وہ کہتا ہے۔

"جب ہم اپنے اردگرد نظر کرتے ہین اور عیسائی ممالک کی روزمرہ زندگی کے واقعات کو دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے جرایم اور خطرناک سے خطرناک بدکاریان دن رات ہوتی رہتی ہین۔ اور ان پر نہ کسی کو تعجب ہوتا ہے اور نہ کوئی نکتہ چینی کیجاتی ہے۔ قتل ڈاکہ زنا اغوا اور ہر ایک قسم کی بیحیائی کے افعال جو جرایم کی فہرست مین داخل ہین روزمرہ کے معمولی واقعات سمجھے جاتے ہین۔ مگر یوٹا کے باشندونکے خلاف ایک شور ساری عیسائی دنیا مین اٹھا ہوا ہے کہ جو سزا ان کو دیجاوے تھوڑی ہے خواہ جرمانہ ہو یا قید یا شہر بدر کرنا یا جلاوطنی۔ صرف اسوجہ پر کہ وہ خدا کے احکام کی پیروی کرتے ہین جسکے اس نے ان دنون مین کلام کی ہے اور اپنی مرضی ہم پر ظاہر فرمائی ہے وہ برسون تک بڑی غربت سے اس تمام تکلیف اور دشنام دہی کو برداشت کرتے رہے ہین مگر اب وہ تمام ذوی العقول سمجھدار آدمیون کے سامنے اپنے اس دکھ کو پیش کرتے ہین اور درخواست کرتے ہین کہ ان کی سوسائیٹی کا باقی عیسائی دنیا کی کسی سوسائیٹی سے جو دنیا کے کسی گوشہ مین ہے مقابلہ کرکے دیکھا جاوے اور وہ یقیناً جانتے ہین کہ تمام منصف مزاج اتفاق رائے سے انکے حق مین فیصلہ دینگے۔ دنیا کے ہر ایک مہذب ملک مین یہ بدکاری پھیلی ہوئی ہے کہ اغوا کرنے والا طرح طرح کے حیلون سے اپنے شکار کو دام مین پھنساتا ہے اور آخر اسکو بالکل تباہ کرکے ہی چھوڑتا ہے اور یہ بھی ایک مسلم اور مشہور بات ہے کہ بڑے بڑے آدمی جو بڑے نازک اور ذمہ داری کے عہدونپر ہین اور جو سوسائیٹی مین نہایت معزز اور مکرم سمجھے جاتے ہین اپنی بیبیونسے دغابازی کرتے ہین اور نکاح کے معاہدہ کو توڑکر خفیہ آشنائیان اور ناجایز تعلقات پیدا کرتے ہین۔ مگر یوٹا کے لوگونکے خلاف جہان اس قسم کی باتون سے نفرت کیجاتی ہے دیوانون کی طرح شور مچایا جاتا ہے کیونکہ وہ تعدد ازدواج کے مسئلہ پر عمل کرتے ہین جو خود خدا نے بذریعہ الہام بتایا ہے .... میرے سامنے کئی دفعہ یہ اعتراض پیش کیا گیا ہے کہ دنیا کی کسی بڑی قوم نے تعدد ازدواج کے مسئلہ کو رواج نہین دیا۔ جو لوگ ایسا دعوے کرتے ہین وہ تاریخ سے بالکل جاہل ہین مین پوچھتا ہون وہ کونسی قومین ہین جنہون نے ہماری قوم کی تاریخ پر سب سے گہرا اثر چھوڑا ہے؟ صرف وہی قومین جنکے درمیان تعدد ازدواج کا رواج رہا ہے کیونکہ انہون نے یہ اجازت دیکر کہ ایک

آدمی ایک سے زیادہ بیبیان بھی کرسکتا ہے۔ زناکاری کی جڑ کاٹ دی ہے۔ مین جانتا ہون کہ عیسائی دنیا کی ظاہری شان و شوکت کو دیکھ کر لوگون کی آنکھیں چندھیا جاتی ہین۔ اور ہم اپنے زمانہ پر مفتون ہو رہے ہین۔ ہر ایک نسل کی طرح جو اس زمانہ سے پہلے گذر چکی ہے۔ موجودہ نسل کا یہ خیال ہے کہ یہی دنیا مین سب سے دانا اور سب سے افضل ہے اور اس کا تعلق خدا سے تعالے سے پہلی تمام نسلون سے بڑھکر ہے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ ایسا خیال کیا جاوے اور یہ انسانی فطرت کی کمزوری ہے۔

چند دن ہوئے مین نے ایک سیاح کو جسکے ساتھ مین باتین کر رہا تھا یہ کہتے سنا کہ "مینے ایشیائے کوچک اور روم کے بہت سے حصون مین سفر کیا ہے اور مجھے بہت دفعہ شرم آئی ہے جب مین نے ان کے رواجون کا مقابلہ اپنے ملک ریاست ہائے متحدہ کے رواجون سے کیا ہے۔۔۔۔۔ اس نے مجھے یہ بھی کہا کہ ان قومون کے درمیان جن کو ہم نیم تہذیب یافتہ کہتے ہین نہ شرابخانے ہین نہ چکلے ہین نہ ہی شرابخواری ہے۔ اور بہت ساری دوسری بدیون سے بھی جو ہمارے درمیان پائی جاتی ہین وہ بالکل پاک ہین"

۔۔۔۔۔۔ مین سوال کرتا ہون کہ کیا ہمارے ملک مین کل جنس عورت کی اس طرح عزت کیجاتی ہے؟ نہین نہین ہرگز نہین کوئی شخص جو سفر کرے گا اور غور کی نظر سے دیکھے گا۔ اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہزارون عورتین اس قسم کی موجود ہین جو نہایت ذلیل سمجھی جاتی ہین اور جنہین آدمیون نے اسقدر خراب کیا ہے کہ گویا وہ انسانون مین ہی نہین ۔۔۔۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ صرف ایک ہی ریاست مین گذشتہ مردم شماری مین عورتون کی تعداد مردون سے ۳۰۱۱۶ بڑھکر تھی۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اس ریاست کا قانون ان ۳۰۱۱۶ عورتون کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ یا تو وہ زنا کا پیشہ اختیار کرین یا اپنی طبیعتوں پر جبر کرکے ساری عمر کنوارپنے مین گذارین کیونکہ قانون یہ کہتا ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی سے شادی نہین کرسکتین جس کی بیوی پہلے موجود ہو۔ اس ظلم پر غور کرو۔ اور پھر یہ بات ایک ریاست پر کیا منحصر ہے کم و بیش سب ریاستون کا یہی حال ہے کیونکہ عورتون کی آبادی مردون سے زیادہ ہے۔۔۔۔۔

اس رواج کا ایک اور نیک اثر اس ریاست مین یہ ہے کہ تم ہمارے سارے علاقہ مین سفر کرو اور تم دیکھوگے کہ یہان نیکوکاری ہی نیکوکاری ہے ہمارے جوان شادی کے وقت تک نیک زندگی بسر کرتے ہین لیکن جہان تعدد ازدواج کی ممانعت ہے وہان حالت اس کی بالکل برعکس ہے۔ چارون طرف شہوات کو ابھارنے والے سامان موجود ہین۔ اور جوان آدمی بدکاریون کا شکار ہو رہے ہین نیویارک کے ایک میڈیکل کالج کے ایک مشہور پروفیسر نے اپنی جماعت کو لیکچر دیتے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا یہ بیان کیا تھا کہ اگر یہ ضرورت ہو کہ پچیس برس کی عمر کا کوئی ایسا جوان آدمی ملے جس مین ایک

خاص بیماری نہ پائی جاتی ہو تو مجھے نظر نہین آتا کہ ایسا آدمی کہان سے مل سکے گا۔ یہ کسقدر خطرناک امر ہے مگر ہماری قوم مین ایسی بات ہرگز نہین پائی جاتی ؎

اخیری ریمارک

ان مضمونون سے زیادہ واضح مثال تعدد ازدواج کے نیک اثر کی اور کیا ہو سکتی ہے اصل بات یہ ہے کہ معترض ٹھوکر اس بات سے کھا رہے ہین کہ جو قومین اسوقت مادی ترقی مین سب سے بڑھی ہوئی ہین ان مین تعدد ازدواج برا سمجھا جاتا ہے اور اس سے یہ باطل نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ ان کی ترقی کا اصل باعث تعدد ازدواج کی ممانعت ہو اور پھر ان کی ترقی کو دیکھ کر آنکھین ایسی چندھیا جاتی ہین کہ وہ یہ بھی نہین دیکھ سکتے کہ .... عفت کے معاملہ مین یہی مہذب قومین تاریکی کے گڑھے مین گری ہوئی ہین۔ تعدد ازدواج کی اجازت یا ممانعت کا نیک یا بد اثر معلوم کرنے کے لیے دیکھنا یہ چاہیئے کہ اس قوم کی اخلاقی حالت پر خصوصاً عفت کے معاملے مین اس کا کیا اثر پیدا ہوا ہے نہ یہ کہ کسقدر مادی ترقی اس قوم نے کی ہے۔ آخر سبب اور نتیجہ مین کوئی تعلق بھی تو ہونا چاہیئے۔ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ دنیا کی تاریخ مین ایسی قومون کی مثالین بہت موجود ہین جو ایک طرف تو اوج ترقی اور تہذیب پر پہونچی ہوئی تھین اور دوسری طرف اخلاقی حالتین ان کی پستی کی حالت مین تھین اور آخر یہی کیڑا انکو کھا گیا۔ پس اصلیت کو معلوم کرنے کیلیے ظاہری شان و شوکت پر نہ بھولنا چاہیئے۔ پس جب ہمنے یہ امر تنقیح طلب قایم کر لیا کہ تعدد ازدواج کا اثر دیکھنے کے لیے قوم کی اخلاقی حالتین خصوصاً عفت کے معاملہ مین دیکھنی چاہیئین تو اب سوال ایک آسان صورت اختیار کر لیتا ہے کیونکہ یہ عام طور پر مانا گیا ہے اور عیسائیون نے بھی تسلیم کیا ہے کہ باوجود اپنی گری ہوئی حالت کے عفت کے معاملہ مین مسلمان قومین عیسائی قومون سے جن مین تعدد ازدواج کی ممانعت ہے بدرجہا بہتر ہین۔ یہ بھی اکثر کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورتین بڑی ذلت کیحالت مین ہین۔ اور اسکا سبب پردہ اور تعدد ازدواج بتایا جاتا ہے۔ مگر یہ محض حماقت ہے۔ مسلمان عورتون کی گری ہوئی حالت کی وجوہ وہی ہین جو عام مسلمانون کے زوال کا باعث ہو رہی ہین اور وہ ہین اصول اسلام پر کاربند نہ ہونا۔ مگر اس پہلو کو چھوڑ کر بھی مین اس امر کو تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہین کہ عیسائی ممالک مین عورت کی حالت قابل تعریف ہے۔ یہ کہ معدودے چند عورتون نے سوسائیٹی مین امتیاز حاصل کر لیا ہو یا ناول لکھکر تصنیف مین شہرت حاصل کر لی ہو یا اعلے درجہ کے اخلاقی یا ذہنی قوے حاصل کر لیے ہون۔ اس سے مجھے بحث نہین کیونکہ اس سے عام عورتون کی حالت کا اندازہ نہین لگ سکتا۔ ہان مین اس بات سے انکار کرتا ہون کہ عورتون کی عام حالت ان مہذب ممالک مین ایسی

ہے جس کی پیروی ہم مسلمانوں کو کرنی چاہیئے۔ کیونکہ خود عیسائیوں کی تحریروں سے یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت شدہ ہے کہ ان ممالک میں بکثرت ایسی عورتیں موجود ہیں جو بدکاری اور پستی کے اتھاہ کنوئیں میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور جتنے بڑھکر ذلیل حالت عورت کی تصور میں نہیں آسکتی اگر یہ نقص ان تمدنی اصولوں کا نہیں جن کی بنا پر قانون نکاح تجویز کیا گیا ہے تو کیوں تہذیب کی تمام قوتیں اس کے علاج سے رہ گئی ہیں کیوں دولت تعلیم اور ترقی کی متحدہ قوت اس بدکاری کو دور نہیں کرسکتی سمجھ لو اور خوب سمجھ لو کہ مہذب ممالک کے قوانین اس بارے میں ہرگز کامل نہیں بلکہ جس بات کو ان کی خوبی سمجھا جارہا ہے وہی اسکے نقص ہیں اور تعدد ازواج جسکو عیب سمجھا جاتا ہے یہی وہ چیز ہے جو عام طور پر عورت کی حالت کو بہتر کرسکتی ہے اور عام عورتوں کو معزز۔۔۔ بیبیاں اور مائیں بنا سکتی ہیں اور اسکی ممانعت سے ایک بڑی جماعت عورتوں کی ایسی چھوڑ دی جاتی ہے جن کو مرد سمجھکر بزبان حال یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں نیک بنانے کا کوئی علاج نہیں پس تم اسیطرح بدکاری میں گرفتار رہ کر خود تباہ ہو اور ساتھ دوسروں کو تباہ کرو۔ زوج واحد کا ایسا تنگ قاعدہ جو تعدد ازواج کو روکتا ہے۔۔۔ بیشمار انسانوں کو اپنے دائرے سے خارج کرکے وحشیوں سے بدتر بنا دیتا ہے اور ان کی دستگیری صرف تعدد ازواج سے ہی ہوسکتی ہے کیونکہ تعدد ازواج کی اجازت سے نکاح کا دائرہ ایسا وسیع ہوجاتا ہے کہ اس سے باہر کوئی انسان نہیں رہ جاتا۔ یہ سخت غلطی ہے جو یہ خیال کیا جاوے کہ زوج واحد کے محدود اور بلا استثنا قاعدہ سے عورت کی حالت بہتر ہوجاتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ واقعات بتاتے ہیں کہ اس سے عورت کی عام حالت کی اصلاح نہیں ہوتی بلکہ اس کی حالت پستی کیطرف گرتی چلی جاتی ہے یہ ایک خیالی تسلی ہے کہ تعدد ازواج کی ممانعت سے مرد و عورت برابر ہوجاتے ہیں۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ عملی طور پر کیا اثر پیدا ہوتا ہے اور اگر اس پہلو سے غور کیا جاوے تو بڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ تعدد ازواج کی ممانعت عورت کی حالت کو پستی میں گرانیوالی اور اس کی اجازت اس کی حالت کو بہتر کرنے والی ہے۔ مزید برآں یہ بالکل جھوٹ ہے کہ دوسری عورت سے نکاح کرنے سے مرد و عورت کے حقوق میں فرق آجاتا ہے یعنے مرد کے حقوق بڑھ جاتے ہیں اور عورت کے کم ہوجاتے ہیں اور نہ ہی کوئی عورت ایسی ہے جو یہ سمجھتی ہو کہ اسکے خاوند کے دوسرا نکاح کرنے سے اس کی حالت پستی کیطرف منتقل ہوگئی ہے۔ اخیر میں میں میاں دلاور حسین کو مخاطب کرکے ایک دو باتیں کہنی چاہتا ہوں وہ اب بھی اسی غلطی میں پھنسا ہوا ہے کہ تعدد ازواج کے

رواج کو قایم رکھنے کے لیے تعدد ازدواج اور زوج واحد کے قاعدون مین مقابلہ کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ان دونون مین سے بہتر کون ہے اور بار بار اسی بات پر زور دیتا ہے کہ واحد زوج کا قاعدہ تعدد ازدواج سے بہتر ہے اگر اسکا یہ سوال صحیح ہے تو مین اسسے اسی قسم کا سوال پوچھتا ہون کہ آیا زوج واحد کے قاعدہ اور تجرد کا مقابلہ کرنیسے ان دونون مین سے بہتر کونسا معلوم ہوتا ہے اب اس سوال کا جواب جو چاہو دو۔ یعنی خواہ زوج واحد یعنی نکاح کو اچھا ٹھہراؤ اور خواہ تجرد کو مگر میان دلاور حسین کے بحث کی طرز پر چلکر نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونون یعنی نکاح اور تجرد مین سے ایک کی ممانعت ضرور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بعینہ اسی طرح بحث کر کے وہ تعدد ازدواج کی ممانعت نکالتا ہے۔ صرف دو باتین نہین جیسا کہ وہ خیال کرتا ہے بلکہ تین باتین ہین یعنی زوج واحد کا قاعدہ تعدد ازدواج اور تجرد۔ اگر معترض حق جوئی کی راہ سے اعتراض کر رہا ہے تو اسکا فرض ہے کہ ان تینون کا باہمی مقابلہ کر کے ایک کو باقی دو سے اچھا قرار دے کر یہ تجویز پیش کرے کہ اس ایک کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اور باقی دو کی ممانعت۔ ورنہ یہ مانے کہ زوج واحد کا قاعدہ عام قاعدہ رہے گا نہ کلیہ بلکہ اکثریہ اور تعدد ازدواج اور تجرد دونون بطور استثناؤن کے رہین گے اور دونون مین سے کسی کی ممانعت کرنا نافہمی پر مبنی ہے۔ اگر وہ ان باتون کا جواب نہ دے کر پھر بھی اپنی بات پر اصرار کرتا جائے گا تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کی بات بڑے سے بڑھ کر کوئی وقعت پبلک کی نگاہ مین نہین رکھ سکتی۔ افسوس ہے کہ اسلامی اصول سے ناواقفیت کے سبب سے اس نے ایک ایسا پہلو بحث کا اختیار کیا ہے جس سے ہٹنا اب اسے مشکل نظر آتا ہے۔ اسلام نے وہ پہلو اختیار کیا ہے جسپر کسی صورت مین اعتراض آہی نہین سکتا یعنی واحد زوج کے قاعدہ کو بطور عام قاعدہ کے مانکر تعدد ازدواج اور تجرد کو اسکے لیے دو ضروری استثنائین قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم مین وہ صورتین بھی بتائی گئی ہین جہان ایک آدمی کو تجرد اختیار کرنا چاہیئے مین اس مضمون کو اسجگہ ختم کر کے منتظر ہون کہ میری کن دلایل کا جواب دیا جاتا ہے تا اگر ضرورت ہو تو اور بحث کر کے اس مضمون پر زاید روشنی ڈالی جاسکے۔

آریہ سماج کے اغراض نکاح

آریہ پترکا کی غلط بیانی ایک شخص پر کیا منحصر ہے ہر آدمی جس کو عفت یا اخلاق کا کچھ بھی

پاس ہے وہ آریہ سماج کے نکاح کے تصور کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیگا مگر اس مضمون کے لکھنے کا محرک یہ امر نہین ہوا۔ آریہ سماج کو اختیار ہے جس قسم کے عقاید چاہے رکھے اور جو رواج اپنی سوسائیٹی مین چاہے جاری کرے اگرچہ اس مین شک نہیں کہ جیسا کہ تھوڑا عرصہ ہوا۔ برہمو سماج کے لیکچرارو اور اخبارون نے زور دیا تھا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ نیوگ کی تعلیم پبلک پر ایسا مضر اثر ڈالنی ہے کہ پبلک کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ آریہ سماج سے اس غلطی کے دور کرانے کی کوشش کرے مگر اس مضمون کے لکھنے کی تحریک اس طرح پر ہوئی کہ آریون کے انگریزی اخبار آریہ پترکا نے میرے مضمون ضرورت تعدد ازواج پر نکتہ چینی کرتے ہوئے بعض ایسی غلط بیانیونسے کام لیا ہے جنکی اصلاح ضروری ہے، اسی اثنار مین چونکہ اسلام کی اغراض نکاح پر حملے کئے گئے ہین اسلیے یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی اغراض نکاح کا آریہ سماج کے اغراض نکاح سے مقابلہ کیا جاوے آریہ پترکا کا یہ تردیدی مضمون ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے پرچہ مین شایع ہوا ہے۔ اور اس مضمون کا عنوان "تعدد ازواج اور واحد زوج کے قاعدہ کا مقابلہ" خود یہ ظاہر کرتا ہے کہ راقم مضمون نے بالکل اس بات کو نہین سمجھا کہ اسلام مین تعدد ازواج کس طرح پر مانا گیا ہے۔ اسپر مفصل بحث اسی رسالہ مین اور جگہ ہو چکی ہے اور اسکے یہان دُھرانے کی ضرورت...... نہین۔ مجھے خصوصًا اس بات پر تعجب ہے کہ نیوگ جیسی خطرناک تعلیم کا ایک حامی تعدد ازواج پر یہ اعتراض کرتا ہے۔ کہ اس کی تائید کرنا تہذیب کی روشنی کے خلاف چلنا ہے اور اسی بنا پر وہ سلسلہ احمدیہ کو جہالت کا سلسلہ کہتا ہے۔ اس نفاق کے زمانے مین حضرت مسیح کا وہ قول کسقدر صادق آتا ہے کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آجاتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہین آتا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ رنجیدہ بات یہ ہے کہ آریہ اخبار نے میری تحریر کے متعلق سخت غلط بیانی کی ہے۔ یہ نقص آریہ سماج کی کل جماعت مین پایا جاتا ہے کہ وہ بحث مین اپنے مخالف کے متعلق جسقدر ممکن ہو غلط بیانی سے کام لیتے ہین اور کسی فقرہ کو جسپر ان کی سمجھ مین کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہو عبارت سے ایسا الگ کرتے ہین کہ گویا کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ مینے تعدد ازواج کی ضرورت پر مضمون لکھتے وقت اغراض نکاح کو شروع مین ان الفاظ مین بیان کیا تھا۔ "مثال کے طور پر نکاح کے فوائد مین سے ایک یہ ہے کہ تا سلسلہ نسل انسانی کا اس طریق سے جاری رہے جس سے تعین والدین بھی ہو سکے اور تا وہ خوشی جو مرد و عورت کو ایک دوسرے کی محبت سے حاصل ہوتی ہے قائم رکھی جاوے۔ اور تا انسان پاک دل ہون اور بدخیالات سے بچے رہین اور جیسا عام طور پر ان فواید کا حاصل

ہونا نکاح پر موقوف ہے ایسا ہی خاص حالات میں یہ فواید سوائے تعدد ازدواج کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ ان میں سب سے زیادہ ضروری اس غرض کا حاصل ہونا ہے جس کا ذکر سب کے اخیر کیا گیا ہے۔ اور اس لیے ہم پہلے اسپر غور کرینگے۔ جو خواہش مرد کے دل مین عورت کے لیے یا عورت کے دل مین مرد کے لیے ہے وہ تقاضائے فطرت انسانی ہے اور اس خواہش کا جایز ذریعہ یعنی نکاح کے ذریعہ سے پورا کرنا انسان کے دل مین سچی محبت اور پاکیزگی کے خیالات کو پیدا کرتا ہے اور اسی کا ناجایز تعلقات سے پورا کرنا انسان کو ناپاکی کی طرف لے جاتا اور اسکے دل مین بدخیالات پیدا کرتا ہے .... پس اولاً نکاح مرد و عورت کی اس فطری خواہش کے تقاضا کو پورا کرنیکا جایز طریق ہے" ان الفاظ کو آریہ پتر کا یون بگاڑ کے لکھتا ہے کہ گویا یہ آخری فقرہ جس مین نکاح کی ایک غرض پر بحث شروع کی گئی ہے میرے نزدیک نکاح کی تعریف ہے یعنی اسکے سوائے نکاح کی کوئی غرض ہی نہین چنانچہ فخر کے طور پر یہ بھی بیان کرتا ہے کہ دیکھو ویدک دھرم نے نکاح کے مفہوم کو کیسا اچھا سمجھا ہے کیونکہ اس نے صرف بقائے نسل انسانی کو غرض نکاح مانا ہے اور اسکے بالمقابل اسلام نے نکاح کو سفلی خواہشات کے پورا کرنیکا طریق مانا ہے اور اس سے بڑھکر کچھ نہین۔ ناظرین انصاف کر سکتے ہین کہ میرے الفاظ مین صراحت سے اور غرضین بھی بیان کی گئی ہین اور جس غرض پر ویدک دھرم کو فخر ہے وہ بھی مین نے بیان کی تھی مگر اسکے متعلق آگے چلکر لکھا جاوے گا۔ ان غلط بیانیون کے ساتھ ہی میرے ساتھ گویا ہمدردی کے رنگ مین یہ بھی راقم مضمون لکھتا ہے کہ مین نے شروع مین ہی ٹھوکر کھائی اور نکاح کی اصلی غرض کو نہ سمجھا اسلیے میرا سارا مضمون بنائے فاسد پر ہے۔ مین اس کی ہمدردی کا تو مشکور ہون مگر اسکی اس شرمناک کارروائی کا اظہار بھی مین نے ضروری سمجھا ہے جو عمداً غلط بیانی کرکے اس نے کی ہے۔

فطری خواہش کا تقاضا

آریہ پتر کا کے نزدیک وہ خواہش جو اللہ تعالے نے مرد و عورت کے دل مین ایک دوسرے کے لیے رکھی ہے ایک گندی خواہش ہے مگر اس خواہش کو گندی کہنا خود بحیثیت ایک انسان ہونیکے اپنی ہتک آپ کرنا ہے ہم مسلمان اس فطری خواہش کو گندی یا شہوانی خواہش نہین کہتے اور اس شخص کو غلطی پر سمجھتے ہین جو ایسا کہتا ہے اسپر پہلے بھی کسی قدر لکھا جا چکا ہے اب اگر نکاح کی غرض وہی سمجھ لیجاوے جو آریہ پتر کا کے نزدیک ویدک دھرم کی سچی غرض ہے یعنی اولاد کا پیدا کرنا اور اس سے بڑھکر کچھ نہین تاہم اس سوال کا جواب باقی رہتا ہے اور مین امید کرتا ہون کہ سماج کیطرف سے ......

اس کا صاف صاف جواب دیا جاوے گا۔ کہ آیا آریہ سماج کے ممبرون مین وہ انسانی فطری خواہش مرد و عورت کی ایک دوسرے کے لیے جس کو گندی اور شہوانی خواہش کہا جاتا ہے موجود ہے یا نہین۔ اگر موجود نہین تو خیر آریہ سماج کی زندگی بھی موجودہ نسل کی زندگی سے ہی وابستہ ہے نہ آگے یہ سلسلہ چلے گا اور نہ ان اصولون کا قایل کوئی پیدا ہوگا کیونکہ بغیر اس طبعی تقاضا کے پیدا ہونیکے سلسلہ نسل قایم ہی نہین رہ سکتا اور اگر ان کے اندر بھی یہ بالفاظ آریہ پتر کا گندی اور شہوانی خواہش موجود ہے اور نکاح کے ذریعہ سے انکے زن و مرد اسکو پورا بھی کررہے ہین بلکہ شاید نکاح کے علاوہ بعض اور ذریعون سے بھی پورا کر رہے ہین جیساکہ نیوگ کی تعلیم سے ثابت ہوتا ہے تو پھر کوئی یہ سمجھائے کہ فرق کیا ہوا۔ خواہش بھی موجود ہے اور اسے پورا بھی کیا جاتا ہے۔ اور ایک حد تک نکاح کے ذریعہ سے ہی پورا کیا جاتا ہے تو اس بات سے کیا حاصل کہ یہ کہدیا جاوے کہ ہم نکاح اس خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے نہین کرتے اس کی تو وہی مثال ہے کہ ایک شخص کہے کہ مجھے بھوک بھی لگی ہوئی ہے اور روٹی بھی کھاؤن گا مگر مین اس غرض سے نہین کھاتا کہ میری بھوک دور ہو جاوے اگر یہ حماقت نہین تو دنیا مین اور کیا حماقت ہوگی۔ یہ محض اسی نفاق کا رنگ ہے جو آج کل دنیا مین بکثرت پایا جاتا ہے کہ اندر کچھ ہے اور دکھایا کچھ جاتا ہے اگر آریہ سماج کے ممبر اس خواہش سے جسکو وہ سفلی کہتے ہین پاک ہو چکے ہین اور مردون اور عورتون کے یہ قوے بالکل مسلوب ہو چکے ہین تو بھی ہم خوش ہی ہین اور اگر ابھی تک موجود ہین تو سیدھے الفاظ مین ماننے سے کیا ہرج ہے۔ اصل بات یہ ہے جیساکہ بار بار بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ خواہش جو خود خدا نے نفس انسان کے اندر مرکوز کی ہے اس سے انسانون کے نہایت بلند اور اعلے مقاصد وابستہ ہین۔ پس اس کا جایز استعمال کسی صورت مین برا نہین کہلا سکتا ہان اگر اسی خداداد قوت کو ناجایز طریق پر استعمال کیا جاوے۔ تو اسے گندی یا سفلی یا ناپاک یا شہوانی خواہش سب کچھ کہا جا سکتا ہے۔ مخالفت بھی انسان کو کیسا اندھا کر دیتی ہے کہ ایک پاک اصول کی تردید صرف اس وجہ سے کی جارہی ہے کہ وہ اسلام نے پیش کیا ہے۔ اس اصول کی صداقت کی اور بھی وضاحت ہو سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ سماج اس بات کی تفتیش کر سکتی ہے کہ آیا وہ لوگ جو اسکے رہبر بنے ہوئے ہین اور جنکو اس نے مقدس اور راستباز سمجھا ہوا ہے انکے اندر بھی یہ خواہش موجود تھی اور ہے یا نہین۔ ہندوستان مین رامچندر کے نام کی بڑی عزت کیجاتی ہے۔ مگر ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ یہ مقدس انسان بھی

بیدی رکھتا تھا اور اسلیے اس مین بھی یہ فطری خواہش موجود تھی جسکو آج وہ لوگ جو زبان کی چالاکی رکھتے ہین اور دل روحانیت سے خالی ہین گندی اور سفلی خواہش کہہ رہے ہین اگر یہ خواہش واقعی سفلی اور شہوانی خواہش ہوتی تو اسکا وجود ان راستبازون مین ہرگز نہ پایا جاتا جنھون نے اپنے نفسونکو ہر ایک بدی اور ہر ایک گند سے پاک کیا۔ تعجب ہے کہ آریہ سماج کس طرح موٹی موٹی باتون مین بھی ٹھوکر کھا رہا ہے۔ جو کچھ مین نے یہان لکھا ہے وہ آریہ پتر کا کے دعوے کو مان کر لکھا ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ دعوے بالکل فضول اور سراسر باطل ہے۔

اغراض نکاح

آریہ پتر کا نے اسلام کے متعلق جسقدر بدزبانی کی ہے اسکی وجہ یہ بتائی گئی کہ اسلام نے اولاد پیدا کرنیکے سوائے نکاح کے اور اغراض کیون قرار دیے ہین اور خود اس ایک غرض کو اتنا بڑھایا ہے کہ اسکے حاصل کرنیکے لیے جایز اور ناجایز ذرایع مین بھی کوئی فرق نہین رکھا۔ یہ تو مین نے بھی بیان کیا تھا کہ نکاح کے اغراض مین سے یہ بھی ہے کہ تا سلسلہ نسل انسانی منقطع نہ ہو مگر چونکہ یہ سلسلہ بغیر نکاح کے بھی جاری رہ سکتا تھا جیساکہ حیوانون مین اسلیے یہ غرض قرار دی گئی تھی کہ بقائے نسل انسانی تعیین والدین کے ساتھ ہو سکے مگر اخبار آریہ پتر کا نے باوجود میری اس تحریر کے تعیین والدین کے الفاظ کو چھوڑ دیا ہے اور محض اسیقدر غرض نکاح کی بموجب ویدک دھرم بیان کرتے ہے کہ اولاد پیدا ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج تعیین والدین کی چندان پروا نہین کرتا۔ اور درحقیقت نیوگ کے ہوتے ہوئے تعیین والدین ہو بھی کس طرح سکتی ہے کیونکہ نیوگ کی اولاد مین اصلی باپ کا نام گم ہی ہوجاتا ہے۔ مگر تعیین والدین کے نہونے سے وہ امتیاز دور ہوجاتا ہے جو حیوانون اور انسانون کے درمیان ہے۔ پس ایک ایسی غرض مقرر کرکے جس مین قدم حیوانون سے آگے نہین رکھا گیا۔ یہ فخر کرنا کہ بس جو کچھ ہے ویدک دھرم ہی ہے اور اس ویدک دھرم کو آریہ سماج نے ہی سمجھا ہے لاف ہی لاف رہ جاتی ہے۔ ایک اور غرض نکاح کی جو بیان کی گئی تھی یہ تھی کہ تا مرد اور عورت کی رفاقت آخر تک رہے۔ لیکن آریہ پتر کا کے نزدیک یہ غرض بھی نکاح کی نہین ہونی چاہیے کیونکہ اسکو بھی اس نے میرے مضمون مین سے عمداً ترک کیا ہے۔ قرآن کریم نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کا زوج کہا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کی رفاقت نکاح کی بڑی بھاری اغراض مین سے ہے سوایسا ہی ایک جگہ خدا تعالی کی نشانیان بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ

ترجمہ - اور اس کی قدرت کی نشانیون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم سے ہی بیبیان پیدا کین تاکہ تم کو ان سے راحت اور سکون ملے - اور تم (میان بی بی) مین محبت اور رحمت پیدا کی - مگر آریہ سماج مین اسے کبھی نکاح کی غرض قرار نہین دیا جاتا .... سچ تو یہ ہے کہ نکاح کی تمام نیک غرضوں کو اولاد کی جھوٹی خواہش کے لیے رد کیا گیا ہے اور مسئلہ نیوگ اسپر شاہد ہے نیوگ کے ماننے سے مرد اور عورت مین کبھی وہ رفاقت قایم نہین ہوسکتی جو قرآن کریم کا منشا ہے کیونکہ نیوگ یہ چاہتا ہے کہ ایک بیاہی ہوئی عورت جو چپکا بھلا مضبوط خاوند رکھتی ہے صرف اسوجہ سے کہ اس سے لڑکے پیدا نہین ہوتے خاوند کے سوا کسی اور سے ہم بستر ہوکر اولاد پیدا کرے - اخبار آریہ پتر کا نے آریہ سماج مین نکاح کے اعلے مقصد کے متعلق لاف زنی کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ "ہم دوسرون کی خاطر بیاہ کرتے ہین" اور ایک طرح سے یہ سچ بھی ہے کیونکہ نیوگ کے قاعدہ سے ایک بیاہی ہوئی عورت اپنے خاوند کے علاوہ کئی مردون کی بی بی ہوسکتی ہے - پس آریہ سماج کے نزدیک عورت خاوند کی رفیق نہین بلکہ لڑکے پیدا کرنے کی ایک کل ہے اور جب اسکا خاوند اس کل کو چلانے کا کام نہ دے سکے تو پھر دوسرے لوگونکی مدد سے اسے چلانا ضروری سمجھا جاتا ہے جسقدر یہ تعلیم عورت کو ذلیل کرنے والی ہے ایسا ذلیل اسے وحشی سے وحشی اقوام مین سمجھا گیا ہے - کیا ایک ایسی عورت کے دل مین جو اولاد پیدا نہ ہونے کی صورت مین ہر وقت خاوند کے علاوہ کسی اور مرد کی تلاش مین رہیگی خاوند کے لیے سچی محبت کبھی پیدا ہوسکتی ہے ہرگز نہین پس ایسی عورت خاوند کی رفیق کیونکر ہو سکتی ہے ایک اور غرض نکاح کی یہ بیان کیگئی تھی کہ نکاح سے پاک خیالات دل مین پیدا ہوتے اور بد خیالات رکتے ہین مگر آریہ پترکا اسکو بھی تسلیم نہین کرتا - ان سب کی وجہ اگر تلاش کیجاوے تو نیوگ ہی نکلے گا - ساتھ ہی اسکے مین یہ بھی کہنا چاہتا ہون کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ آریہ سماج کی غرض نکاح سے سوائے اولاد پیدا کرنیکے اور کچھ نہین کیونکہ نکاح کی پہلی غرض یہ کبھی ہو ہی نہین سکتی - اولاد تو ایک نتیجہ ہے اور اصل محرک وہی فطری خواہش ہے -

نیوگ کیا ہے؟

نیوگ کو آریہ سماج کے بانی نے دو قسمون پر تقسیم کیا ہے ایک بیوہ سے اور دوسرا بیاہی ہوئی عورت سے - اس رسم کا اصل مغز یہ ہے کہ ایک مرد اپنی بی بی کے سوائے دوسری عورت سے یا ایک عورت اپنے خاوند کے سوا دوسرے مرد سے ہمبستر ہو -

اس طرح پر نیوگ نکاح کے بالکل مخالف رسم ہے۔ دوسرا بڑا بھاری فرق نکاح اور نیوگ مین یہ ہے کہ نکاح مین ایک عورت کا ایک ہی خاوند ہو سکتا ہے مگر نیوگ ایک عورت گیارہ مختلف مردون سے کر سکتی ہے چنانچہ مرد اور عورت تو ہر ایک پر یہ لازم ہے کہ وہ نیوگ کرے یا کرا دے لیکن منکوحہ عورتون کو مندرجہ ذیل حالات کے ماتحت اس فعل شنیع کا ارتکاب کرنا چاہیئے "جب خاوند اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت عورت! خوش نصیبی کی خواہش کرنے والی عورت! تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر کیونکہ اب مجھ سے اولاد پیدا کروانے کی امید مت رکھ۔ لیکن اس بیاہے ہوئے قابل تعظیم خاوند کی خدمت مین کمر بستہ رہ۔ اسی طرح جب عورت کبھی بیماری وغیرہ مین مبتلا ہو کر اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اے سوامی آپ اولاد کی خواہش مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے . . . . . . اولاد پیدا کیجیئے" (ستیارتھ پرکاش باب ۴)۔ نیوگ شدہ خاوندون کے نام بھی بتا دیئے گئے ہین "اے عورت تجھے شادی مین جو خاوند پہلے ملتا ہے اسکا نام سکمارتا وغیرہ صفات کے ہونے کے سبب سے سوم ہے۔ جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا ہے وہ گندھرب ایک عورت سے سماگم کرنے (ہم بستر ہونے) سے گندھرب۔ جو دو کے بعد تیسرا خاوند آتا ہے وہ بہت سی حرارت والا ہونے سے اگنی نام سے موسوم ہوتا ہے اور جو تیسرے چوتھے سے لے کر گیارھوین تک نیوگ سے خاوند ہوتے ہین منش نام سے نامزد ہوتے ہین" ان حوالجات سے صاف پایا جاتا ہے کہ بیاہی عورت کے جب اسکا خاوند اولاد پیدا نہ کر سکے دو قسم کے خاوند ہونگے یعنے ایک تو وہ خاوند جسکے ساتھ وہ بیاہی گئی ہے اور جسکے گھر مین رہتی ہے اور دوسرے دس یا گیارہ خاوند جو واقعی خاوند کا کام دیتے ہین اور جو نیوگ کے ذریعے حاصل ہوتے ہین۔ بیاہتے خاوند کے ساتھ عورت کے تمام تعلقات زنا شوی اسوقت سے کٹ جاتے ہین جب نیوگی خاوندونکا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کیونکہ آریہ سماج کے دعوے کے رو سے مرد و عورت کا تعلق سوائے اولاد پیدا کرنے کی غرض کے منع ہے اور جب خاوند اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ثابت ہوا تو اسے یقیناً یہی ٹھہرا کہ اپنی عورت کو چھو سکے۔ ہان اسکو کھلانا پلانا اور اس کی خبرگیری سب اسی کے ذمے رہین گے۔ پس اسوقت سے خاوند کا نام تو بیاہتے خاوند کو حاصل رہیگا۔ مگر خاوند کا کام کرنے والے اور لوگ ہونگے۔ کس خاوند کی غیرت اس امر کو برداشت کر سکتی ہے کہ اسے خود تو اس عورت کو جو اسکی بی بی کہلاتی ہے ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ہو۔ اور اجنبی لوگ جب چاہین اسکے گھر آئین اور

جو چاہین کرین کیا آریہ سماج مین ایک بھی آدمی ایسا نہین جو اس رواج کی بیخکنی کے لیے جرات کرے نیوگ کی حقیقت کیا ہے؟ یہ کہ ایک بیاہی ہوئی عورت سوائے اپنے خاوند کے کسی دوسرے سے تعلق رکھے۔ انگریزی زبان مین اس عبارت کو ویبسٹر نے اپنی مشہور ڈکشنری مین ایڈلٹری کے معنون مین بیان کیا ہے جسکے معنے اردو زبان مین زنا ہین بانی آریہ سماج کو خود بھی یہ بات کھٹکی ہے اور انہون نے دو تین دفعہ خود ہی یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ نیوگ زنا معلوم ہوتا ہے اور پھر یہ بھی کہا ہے کہ اس طرح عورت کا غیر مردون سے تعلق رکھنا بیسوائون کا سا کام معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایک بڑے بھدے عذر پر کہ چونکہ ہم نے یہ قاعدہ باندھ لیا ہے اسلیئے زنا نہین رہا۔ اس کی اجازت نہین بلکہ اسکا حکم دیا ہے۔ امید ہے کہ سمجھدار آریہ سماج ضرور اس مسئلہ کا انکار کرکے ویدک دھرم کا ایک بھاری داغ دور کرینگے مین یہ بھی تسلیم کرتا ہون کہ آریہ سماج نے بہت سی ان رسوم کو جو پہلے درجہ کی بدکاری کی طرف لے جانے والی تھین چھوڑ دیا ہے۔ مثلاً پرستش کی بعض فحش اقسام جیسے مرد و عورت کے عضو تناسل کی پرستش۔ اور پھر شراب سے بدمست ہوکر مردون اور عورتون کا روشنی بجھا کر حیوانون کی طرح ایک دوسرے پر گر پڑنا خواہ کسی کی اپنی مان یا بہین ہی ہو۔ جیسا کہ ابتک بعض ہندو فرقون مین یہ وحشیانہ رسوم چلے آتے ہین مگر جہان ہم آریہ سماج کی ان اصلاحون کے لیے تعریف کرتے ہین۔ یہ جتلا دینا بھی اپنا فرض سمجھتے ہین کہ نیوگ بھی انہین وحشیانہ رسوم کا بقایا ہے۔ اور کبھی ملک مین سچی پاکیزگی پھیل نہین سکتی جبتک کہ اس رسم کو دور نہ کیا جاوے گا۔ اس صورت کے علاوہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے مندرجہ ذیل صورتون مین بھی آریہ سماج نیوگ کی اجازت دیتا ہے "اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک مین گیا ہو تو بیاہی عورت آٹھ برس اور اگر علم و نیک نامی کے لیے گیا ہو تو چھ برس۔ اور دولت وغیرہ بھوگ کے لیے گیا ہو تو تین برس تک انتظار کرکے پھر نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے۔ ۔۔۔۔ عورت بانجھ ہو تو آٹھوین برس اولاد پیدا ہوکر مرجائے تو دسوین برس جب جب اولاد ہو تب لڑکیاں ہی ہون لڑکے نہ ہون تو گیارھوین برس تک اور جو بدکلام کرنے والی ہو۔ تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے۔ ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیئے کہ اسکو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرکے۔ اسی بیاہے خاوند کی وارث اولاد کرلے"۔ یہ عجیب بات ہے کہ خاوند کو خبر بھی نہ ہو اور بی بی کہے تو مین تمہارے لیے لڑکے لے آئی ہون۔ (ستیارتھ پرکاش باب ۴)

آریہ سماج نے نہایت بدپہلو اختیار کیا ہے

آریہ پتر کا تعدد ازدواج کی ضرورت کو تو تسلیم نہین کرتا۔مگر نیوگ کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے۔چنانچہ لکھتا ہے "البتہ ویدک دھرم نے ان مردون اور عورتون کے لیے راہ نکالا ہے جنکے اولاد پیدا نہ ہوسکے اون کو حکم ہے کہ وہ نیوگ کرین۔مگر وہان بھی حیوانی خواہشات کے پورا کرنے کا خیال ہرگز نہین پایا جاتا ہے۔یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جہان اسلام نے تعدد ازدواج کی صرف اجازت دی ہے اسکے بالمقابل آریہ سماج نے نیوگ کو لازمی قرار دیا ہے اور اسلیئے یہ ایک ایسا فرض ہے جو ہر آریہ سماجی کو حالات مذکورہ کے ماتحت ادا کرنا پڑتا ہے خواہ اسکا دل اسکو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو۔اس اخبار مین واقعات کو چھپانے کی بہت کوشش کی گئی ہے یہ بالکل غلط ہے کہ نیوگ کا حکم صرف انہین صورتو نکے لیئے ہے جب مرد یا عورت اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو بلکہ ستیارتھ پرکاش مین صریح الفاظ ہین ان صورتونمین بھی نیوگ کا حکم دیا گیا ہے جہان صرف "شہوانی جذبات" کو پورا کرنیکا ہی خیال ہو۔یا تو راقم مضمون نے ستیارتھ پرکاش کو غور سے نہین پڑھا اور یا وہ عمداً بانی سماج کی پردہ پوشی کرنا چاہتا ہے۔

چوتھے سملاس کے فقرہ نمبر ۱۴۶ پر آریہ صاحبان غور کرین۔جہان سوامی جی نے پہلے یہ سوال کیا ہے۔کہ "جب ایک بیاہ ہوگا ایک مرد کے لیے ایک عورت اور ایک عورت کے لیے ایک مرد رہے گا۔اس عرصہ مین عورت حاملہ دایم المریض یا مرد دایم المریض ہوجائے اور دونو نکا **عالم شباب** ہو اور **رہا نہ جائے** تو پھر کیا کرین" اور پھر اسکا جواب یون شروع کرتا ہے کہ "اسکا جواب نیوگ کے مضمون مین دے چکے ہین" اب سوال کے الفاظ **عالم شباب** اور **رہا نہ جائے** سے صاف پایا جاتا ہے کہ شہوات کا غلبہ ہو اور عورت کے حاملہ ہونے کی صورت بھی یہی چاہتی ہے کیونکہ حمل تو ہی اور اولاد کی پختہ امید مگر پھر بھی بہ سبب جوان ہونیکے دونوسے رہا نہین جاتا۔کیونکہ جذبات شہوانی غالب آتے ہین اس کا جواب سوامی جی کے الفاظ کے مطابق نیوگ مین ہی آیا پس نیوگ نہ صرف اولاد پیدا کرنیکے لیے ٹھہرا بلکہ نفسانی شہوات کو سدھ کرنیکا ذریعہ بھی ہوگیا۔پھر اسی جواب کے اثنا مین بانی سماج نے اور بھی اپنے الفاظ کی تشریح کردی ہے چنانچہ وہ کہتے ہین "اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنیکے عرصہ مین مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جائے تو کسی سے نیوگ کرکے اسکے لیے اولاد پیدا کردے" اس حالت مین نیوگ کی کھلی کھلی غرض شہوت رانی ہوئی اور اولاد کا بہانہ بھی نہ رہا۔آریہ پتر کا تو یہ انکار

کرتا نفا الہ نکاح کی غرض بھی ویدک دھرم میں یہ نہیں اور یہاں اس غرض کو پورا کرنے کے لیے نیوگ کا حکم بھی جاری ہوگیا۔ غرض ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ بانی سماج نے تعدد ازدواج کی ضرورت کو تو محسوس کیا۔ ہاں ان ضروریات کا علاج اس نے بجائے تعدد ازدواج کے نیوگ کو بنایا کیونکہ تعدد ازدواج کی ضرورت ایک ایسی بدیہی بات ہے کہ جن قوموں میں اس ضرورت کا کوئی علاج تجویز نہیں بھی کیا گیا ان میں بھی اس ضرورت کو محسوس ضرور کیا گیا ہے۔ دنیا میں وہ قومیں بھی ہیں۔ جنہوں نے تجربہ سے تعدد ازدواج کی ضرورت کو معلوم بھی کیا ہے مگر تعصب ان کو اجازت نہیں دیتا کہ کثرت زنا کاری کے روکنے کے لیے تعدد ازدواج کی اجازت دیں مگر آریہ سماج نے سب سے عجیب طریق اختیار کیا ہے۔ اسکا دعویٰ یہ ہے کہ تعدد ازدواج کی نسبت نیوگ عمدہ علاج ہے گویا ضرورت کو محسوس بھی کیا ہے اور اسکے لیے ایک علاج بھی اپنی طرف سے تجویز کیا ہے۔ لیکن جب ہم نیوگ کو دیکھتے ہیں تو اس ایک لفظ کے اندر تین مختلف الفاظ کی تعریفیں شامل ہیں۔ ایک شوہر کے ایک سے زیادہ بی بی ہونا۔ ایک بی بی کا ایک سے زیادہ شوہر ہونا۔ اور اڈلٹری یعنی زنا۔ ایک ہی شوہر کی ایک سے زیادہ عورتیں اس لیے کہ (اگرچہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان پر یہ لفظ اپنے مشہور معنوں میں صادق نہیں آتا اور محض اس وجہ سے اس جگہ یہ لفظ بول دیا گیا ہے کہ مرد کے ان عورتوں کے ساتھ وہ تعلقات ہوتے ہیں جو خاوند اور عورت کے ہونے چاہیئے) نیوگ کرنیوالے مرد کی کم سے کم دو عورتیں ضرور ہونگی ایک وہ جو بذریعہ نکاح اسکے قبضہ میں آئی ہے اور دوسری وہ جو بذریعہ نیوگ ہاتھ لگی ہے اور پھر صرف دو تک ہی یہ حد نہیں بلکہ گیارہ مختلف عورتوں سے نیوگ کرنے والا مرد اسی قسم کے تعلقات پیدا کر سکتا ہے۔ ایک بی بی کے ایک سے زیادہ شوہر اسلیے کہ (یہاں بھی لفظ شوہر اپنے حقیقی معنوں کے رو سے نہیں بولا گیا) نیوگ کرنے والی عورت کے تعلقات کم سے کم دو مردوں سے ضرور ہونگے ایک اپنے بیاہتے خاوند سے اور دوسرا اس سے جو بذریعہ نیوگ مالک بن بیٹھا ہے اور پھر ان شوہروں کی تعداد جو نیوگ کے ذریعہ عورت پر تصرف کرتے ہیں۔ صرف دو تک ہی محدود نہیں بلکہ ایک ہی عورت گیارہ مختلف آدمیوں سے اس قسم کا تعلق پیدا کر سکتی ہے اور یوں وہ گیارہ کے گیارہ اسکے شوہر کہلانے کے مستحق ہونگے۔ اڈلٹری یعنی زنا کی تعریف اسلیے نیوگ کے اندر آتی ہے کہ نیوگ میں ایک بیاہا ہوا آدمی اپنی بی بی کے سوائے دوسری عورت سے یا ایک بیاہی ہوئی عورت اپنے خاوند کے سوا دوسرے مرد سے ہم بستر ہوتی ہے اور یہی ویبسٹر کی ڈکشنری کے رو سے لفظ اڈلٹری یعنی زنا کی تعریف ہے پس جن لوگوں نے تعدد ازدواج کے پاک اصول کو

چھوڑا ہے وہ مقدس اصول جس پر ہر زمانہ ہر ملت اور ہر قوم کے پاک لوگ کاربند رہے آخر انکو طرح طرح کے گندے اصول اختیار کرنے پڑے کوئی شخص کسی کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ غلطی کو چھوڑ کر راہ راست پر آوے ہاں آریہ سماج کے اس قابل نفرت پہلو کو اختیار کرنے پر افسوس ضرور آتا ہے کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ یہ قوم جسے اعلے درجہ کی تہذیب یافتہ ہونیکا دعوے بھی ہے۔ نیوگ کے ناپاک اصول کو جو کسی قوم کی اخلاقی حالت کیلیے ایک سخت دھبہ ہے چھوڑنے کی جرأت کرے گی۔

زلزلہ کا دھکّا

اس خطرناک زلزلہ کے متعلق جو ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کو اس ملک مین محسوس ہوا اخبارون مین اسقدر لکھا جا چکا ہے کہ ایک ماہوار رسالے کے لیے کچھ باقی نہین رہا تاہم مختصر طور پر اس کا اور اس سے جو نتائج پیدا ہوتے ہین ان کا ذکر خالی از فایدہ نہ ہوگا۔ ان نہایت پرانی عمارتون کی تباہی اور شکستگی سے جو صدہا سال سے قدرت کی ہر ایک طاقت کا مقابلہ کر رہی تھین۔ اب یہ امر تو قطعی طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ اس قسم کی کوئی شدید آفت اس ملک پر جہان تک تاریخ پتہ دیتی ہے کبھی نہین آئی۔ ہندوؤن کا مشہور معبد کانگڑہ بھون جہان دور دراز جگہون سے جاتری آتے تھے اور جو ایک نہایت مضبوط عمارت تھی اسکا کوئی نشان باقی نہین رہا اس مندر کا گرنا یہ شہادت دے رہا ہے کہ ملک پنجاب مین اس قسم کا زلزلہ پہلے کبھی محسوس نہین ہوا۔ قریب نو سو سال ہوئے جب محمود غزنوی نے اسکو لوٹا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت بھی یہ مندر موجود تھا۔ مگر اب خود خدا تعالے کے طاقتور ہاتھ نے اسکو زمین سے ملا دیا ہے تا دنیا کو معلوم ہو جائے کہ بت کچھ چیز نہین اگرچہ زلزلہ کا بڑا زور کانگڑہ مین تھا مگر ملک کے دور دور حصون مین خطرناک نقصان عمارتون کے گرنے اور پھوٹ جانے اور کسی قدر نقصان جانون کے تلف ہونے کا بھی ہوا ہے۔ جو تباہی اس زلزلہ سے آئی ہے اس مین جانون کا نقصان ہزارون تک پہونچا ہے اور اسوقت کا تخمینہ پچیس ہزار موت کا ہے۔ مگر نقصان مال کروڑون سے گذر کر اربون تک پہونچ گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ ان دو باتون کے بیان کر دینے سے زلزلہ کی کیفیت کا پتہ لگ سکتا ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔

اس وقت کی کیفیت کو کوئی الفاظ بیان نہین کر سکتے جب ہزارہا میلون کے اندر ایک متنفس بھی ایسا نہ تھا جو یقین نہ رکھتا ہو کہ اس کا آخری وقت آپہونچا اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جو چند سیکنڈ مین ہی گر کر اپنے ساکنین کی قبر بننے کے لیے تیار نہ ہو۔ بعد از وقت فہرستین بھی بن سکتی ہین۔ اور اندازے بھی لگ سکتے ہین کہ کسقدر آدمی مرے اور کسقدر نقصان ہوا۔ مگر ان کروڑہا انسانون کی ہمہ خوف اور تحیر تشکل کو کون کھینچ سکتا ہے جنکے دلون مین کوئی شبہ باقی نہ رہ گیا تھا کہ واقعی قیامت

ضلع کانگڑہ کے بہت سارے قصبے بالکل نیست و نابود ہو گئے ایسا ہی حال دیہات کا بھی ہوا۔ گو وہان موت نسبتاً کم ہوئی۔ ان مین سے ایک یعنی خود کانگڑہ کی تباہی کا حال بھی قیاس کر لینا چاہیئے " جب مین اپنے خیمہ کی جگہ سے اس خوبصورت اور درختو نسے سرسبز پہاڑی کی طرف دیکھتا ہون جسپر شہر اور مندر آباد تھے تو عمارت کا کوئی نشان باقی نظر نہین آتا...... تھوڑی دور آگے اینٹون اور چونے کے ڈھیر سے مسٹر سیسٹن کی کوٹھی اور پادریو نکے مکانات کے کھنڈر و نکا پتہ لگتا تھا۔ دائین طرف کو ہسپتال اور اسکے قریب ہی تھانہ اور بائین طرف کو خزانہ کی عمارت سب کی سب تباہ ہو چکی تھین یہ دونون عمارتین نہایت ہی مضبوط بنی ہوئی تھین۔ اور بڑے بڑے پتھر اور مضبوط شہتیر لگائے گئے تھے مگر چھتین واقعی طور پر پاش پاش ہو چکی تھین۔ اور پتھر چونہ سے الگ ہوئے ہوئے تھے۔ گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی زبردست طاقت نے پتھر و نسے چونہ کو کھٹک کر الگ کر دیا ہے اور یہ بات شہر اور پہاڑی کے ہر ایک حصہ پر صادق آتی ہے..... اس سڑک پر چلتے ہوئے جو مندر کو جاتی ہے ہر طرف زلزلہ کے آثار نظر آتے تھے ایک بھی مکان ایسا نہین تھا جو کھڑا ہوا ور پھر انکے کھنڈر زمین سے ایسے ملے ہوئے تھے کہ انکو دیکھکر ایک مہیب اثر انسان پر ہوتا تھا۔ ان کھنڈرات کے درمیان سے گذرتا ہوا مین بڑے مندر کی شکستہ عمارت پر پہونچا جو بالکل کھنڈر ہو چکی تھی اور سوائے لکڑی چونہ اور پتھرو نکے ملے جلے ڈھیر کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ بڑی بڑی موٹی دیوارین پاش پاش ہو چکی تھین۔ اور چھوٹے چھوٹے مندر تمام ٹوٹ چکے تھے۔ اور صرف ایک بہت چھوٹا سا مندر باقی تھا وہ بھی پورا نہین بلکہ بہت سا حصہ اسکا بھی ٹوٹا ہوا تھا۔ سنہری چھت اور گنبد کھنڈرو نکے اوپر گرے ہوئے تھے...... دیوارو نکی موٹائی بہت ہی زیادہ تھی۔ کیونکہ یہ عمارت نہایت ہی مضبوط بنائی گئی تھی مگر باوجود اسکے یہی دیوارین ایسی پاش پاش ہوئی پڑی تھین کہ گویا نہایت ہی کمزور بنائی گئی تھین۔ مندر کے نیچے اور کھنڈرات نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ یہ جاتری لوگونکے رہنے کی جگھین تھین

پیونیر کے نامہ نگار نے یون لکھا ہے اور اس سے باقی شہرون کی تباہی کا حال

اور ان مین سے ابھی مردے نکالے جانے باقی ہین - (۱۹- اپریل) - وہ لوگ جو وہان ہلاک ہوئے آناً فاناً ہی ہلاک ہو گئے ہونگے - کیونکہ تباہ شدہ عمارت کا ڈھیر اب بھی ایسا ہے کہ اوپر سے بالکل بند ہے - اور اندر کا کچھ پتہ نہین لگتا - ان مکانون کی بلندی نے انکے گرنے کو اور بھی خطرناک بنا دیا .... سنہری مندر شاید پھر بنایا جائے اور اسکے گرد پھر ایک قصبہ آباد ہو جائے مگر اسوقت ایک ویرانہ پڑا ہوا نظر آتا ہے کہا جاتا ہے کہ ان کھنڈرات کے نیچے کئی لاکھ روپیہ کے خزانے اور جواہرات دبے ہو ئے ہین اور انکے نکالنے کی بھی یقیناً کوشش کی جائیگی - بڑا پروہت بچ رہا ہے اور دور دور کے ہندو اسکے نذرین دینگے کیونکہ کانگڑہ بھون بہت ہی مقدس جگہ تھی - اور جنوبی ہندوستان کے دور دور کے حصون سے بھی جاتری لوگ یہان آتے تھے - کہا جاتا ہے کہ ایکدفعہ رنجیت سنگھ بھی یہان آیا تھا اور آج سے نو سو برس پہلے محمود غزنوی رحمۃ نے اس کی دولت کے سبب سے اسپر یورش کی اور نذرکوٹ کو جو اس کا پہلا نام تھا لوٹا - اور ایک بڑا بت اور بہت سا روپیہ اپنے ساتھ لے گیا - مندر سے آگے بڑھتا ہوا اور درختون مین ہوتا ہوا اور اوپر چڑھتا ہوا مین امرت سر مشن سکول کی جگہ پر پہنچا - کوٹھیان اور کھیلنے کی عمارتین بہت مضبوط بنی ہوئی تھین مگر اب وہ صرف پتھرونکے ڈھیر ہین - یہان سے ہوتا ہوا مین پہاڑی کی چوٹی پر پہنچا - جہان دیوی کا چھوٹا مندر بالکل ٹوٹا پڑا تھا - اور گرجا کے کھنڈرات ساتھ ہی موجود تھے - جہان ٹوٹے ہوئے پتھرون کے درمیان گھنٹی بھی پڑی نظر آتی تھی - گرجا اور مندر پاس پاس ہوا کرتے تھے - اور اب انکے کھنڈرات بھی ملے جلے ہین - چوٹی سے ذرا نیچے مشن ہوس ہے - جہان ایک پادری اور دو پادری عورتین مر چکی تھین - اب وہ برآمدہ نظر آتا ہے جہان یہ دونون عورتین زلزلہ کے آنیکے وقت بیٹھی ہوئی تھین اور اس بات سے کہ وہ برامدہ سے باہر بھی نہ نکل سکین - معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر اچانک اور ناگہانی طور سے یہ زلزلہ آیا - یہان چوٹی پر بڑی بڑی لمبی مگر تنگ دراڑین نظر آتی ہین اور بڑھ اور پیپل کے بڑے بڑے درختونکے ٹوٹے ہوئے ٹھنے نظر آتے ہین ...."

زلزلون کا آنا مسیح کی آمد کے نشانون مین سے ایک نشان ہے اور اس نشان کو جیسا مسلمانون نے مانا ہے ویسا ہی عیسائیون نے بھی تسلیم کیا ہے کیونکہ یہ ہر دو مذاہب کی معتبر کتابون پر مبنی ہے - یون تو زلزلے دنیا مین سدا آتے ہی رہتے ہین اسلیے معمولی زلزلون کا آنا کوئی نشان نہین ہو سکتا لہذا پیشگوئی مین زلزلون سے مراد غیر معمولی شدید زلزلے ہین جس کی ایک مثال ہمین پنجاب کے اس زلزلے مین ملتی ہے - گذشتہ بیس سال کے عرصہ مین ملک ہند مین تین سخت زلزلے آچکے ہین

یعنی اول زلزلہ کشمیر جس سے بہت سی تباہی ملک کشمیر مین ہوئی۔ دوسرا زلزلہ آسام و بنگال جو ۱۸۹۷ء مین آیا۔ تیسرا ۴۔ اپریل کا زلزلہ۔ ان سب مین سے آخری زلزلہ نے سب سے زیادہ بیماری اور تباہی ملک مین پھیلائی ہے۔ یہ زلزلہ کا سلسلہ جس کی نظیر پہلے اس ملک مین نہین ملتی ثابت کرتا ہے کہ یہ اس قسم کے شدید زلزلون مین سے ہے جیسے پیشگوئی کا منشاء ہے اور اگر یہ زلزلے ان پیشگوئیون کو پورا کرنے والے نہین جو مسیح کی آمد کے متعلق ہین تو پھر ان پیشگوئیو نکے پورا ہونیسے ہاتھ دھو لینے چاہیئے۔ بعض دوسرے امور سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے مسیح کے وقت کے لیے یہ بھی پیشگوئیان ہین کہ اس زمانے مین قحط پڑینگے اور سخت مری پڑے گی اور زلزلے آئینگے۔ اب ہندوستان مین یہ تمام نشان جمع ہو گئے ہین عرصہ نہین ہوا کہ سخت قحط اس ملک مین پڑا ابھی یہ بلا موجود تھی کہ وبا نے قدم آ دھرا۔ اور ایسا جمایا کہ گیارہ بارہ سال سے لاکھون جانین ہر سال تلف ہوتی ہین اور اس کی شدت ابھی یوماً فیوماً بڑھ رہی ہے۔ ان دو مصائب کے اندر اب ایک تیسری مصیبت اس ملک پر زلزلہ کی آپڑی ہے۔ جس نے پہلی دونون سے بڑھکر دلونکو ہلا دیا ہے۔ ہزارہا جانین آنکھ جھپکنے مین تلف ہوگئین اور آباد شہر ایک لحہ مین خاک سے ملگئے اور ان کا نشان بھی باقی نہ رہ گیا۔ کیا ابھی وہ وقت نہین آیا کہ لوگ آنکھین کھولکر دیکھین کہ وہ کس زمانے مین ہین اور کس صفائی سے تمام نشان پورے ہو رہے ہین۔ ہندوستان مین بالخصوصیت ان سب نشانون کا جمع ہونا یہ صاف بتا رہا ہے کہ وہ وعدہ کی زمین جس مین مسیح موعود پیدا ہونے والا ہے وہ یہی خوش قسمت یا بد قسمت زمین ہے۔

اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوگا کہ پھر وہ مسیح کہان ہے کیونکہ اگر نشان ظاہر ہو گئے تو یقیناً وہ مدعی بھی موجود ہونا چاہیئے جسکی صداقت کی تصدیق کے لیے یہ نشان دکھائے گئے ہین۔ مین کہتا ہون کہ وہ تو موجود ہے اور وہ تمہین پکار پکار کر بلا بھی رہا ہے۔ پر تم نے اس کی طرف سے ایسا کانونکو بند کیا ہے کہ اس کی آواز کو نہین سنتے۔ کیون؟ اِسلیے کہ تم خدا کے انتخاب کو پسند نہین کرتے اور خدا پر یہ اعتراض کرتے ہو کہ فلان شخص کو موعود کیون بنایا گیا یا کیون مسیح موعود اس طرح نہین آیا جس طرح ہم چاہتے ہین۔ مگر یہ غلطی ہے وہ جو آیا ہے وہ خدا تعالیٰ کی سنت قدیم کے مطابق آیا ہے۔ اور جس طرح ابتدا سے اللہ تعالےٰ اپنے وعدونکو پورا کرتا رہا اسی طرح اب بھی اس نے پاک وعدہ کو پورا کیا۔ مگر اس بحث کا یہان موقعہ نہین۔ لیکن اس زلزلہ کے مضمون کے متعلق ایک پہلو ایسا ہے جو اس مدعی کی صداقت پر روشنی ڈالتا ہے۔ ان زلزلون سے اور خصوصًا اس آخری سخت

زلزلے سے بہت مدت پہلے ایک مدعی نے ان سب باتون کی خبر دی اور انکو اپنی صداقت کا نشان ٹھہرایا- اور یہ کہا کہ ان باتون کا ظہور آیندہ زمانہ مین دلیل ہوگی اس بات پر کہ مین اس خدا کیطرف سے ہون جسکے ہاتھ مین زمین و آسمان کی حکومت ہے چنانچہ زلزلہ کے متعلق سب سے پہلے ۱۸۸۲ء کے قریب آپکو یہ الہام ہوا جو براہین احمدیہ مین جو اُسوقت زیر تالیف تھی شایع کیا گیا وہ الہام الٰہی یہ ہے ولما تجلے ربہ للجبل جعلہ دکا- یعنی جب اللہ تعالے پہاڑ پر اپنی تجلی کریگا تو اسے پاش پاش کر دے گا- وہ خطرناک زلزلے جنہون نے اس بیس سال کے اندر اندر ان پہاڑون کے سلسلے کے اندر جابجا تباہی ڈالی ہے- اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہین اور اس شخص کی صداقت کا نشان ہین جس کو اتنے سال پہلے ان امور کی اطلاع دی گئی- سب سے بڑھکر اس پیش گوئی کی تصدیق ۴-اپریل کے زلزلے سے ہوتی ہے- اس خطرناک زلزلہ کی خبر جو ان تینون زلزلون مین سے اخیری ہے- تازہ وحی الٰہی مین بھی دی گئی تھی- چنانچہ سنہ ۱۹۰۱ء مین آمین مین آپنے یہ اشعار لکھے تھے- جو صاف طور پر اس خطرناک زمانہ کیطرف اشارہ کر رہے ہین -

"دکھاؤ جلد تر صدق و انابت کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت کھڑی ہی سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت مجھے یہ بات مولے نے بتا دی فسبحٰن الذی اخزی الاعادی"

ان اشعار مین ایک ایسی آنیوالی گھڑی کی خبر دی ہے جو دنیا کو قیامت یاد دلا دے گی- اور ایسا ہی ہوا کہ ۴- اپریل کی صبح کو ایک دنیا چلا اٹھی کہ قیامت آگئی بلکہ وہ لوگ جو قیامت کو مستبعد سمجھتے تھے وہ بھی چیخ اٹھے کہ خدا تعالے ایک لمحہ مین سب دنیا کو تباہ کر کے قیامت قایم کر سکتا ہے - ہندو مسلمان- عیسائی سب لوگون نے بالاتفاق اس زلزلہ کو نمونہ قیامت کہا ہے- عالم الغیب حقیقی کے سوائے اور کون ہو سکتا تھا- جو چار برس پہلے اس بات کی ایسے صحیح الفاظ مین خبر دیتا- مین نہین سمجھتا کہ کوئی پیش گوئی اس سے بڑھ کر صفائی سے اور کیا پوری ہوگی- وہی لفظ جو خدا کے برگزیدہ نے برسون پہلے کہے تھے وہی الفاظ آخر دنیا نے بھی بولے اور اس طرح پر اس کی صداقت پر اپنے مُونھون سے شہادت دی- مخالفین کا اگر زور چلتا تھا تو کیون انہون نے دنیا کے منہ کو بند نہ کر دیا کہ اس زلزلہ کو قیامت کا نمونہ نہ کہین مگر خدا کا ہاتھ زبردست ہاتھ ہے اور طوعاً کرہاً آخر سب کو ماننا ہی پڑتا ہے- اب بھی اگر کوئی شخص پیچھے ہٹتا ہے تو یہ محض اس کی شقاوت ہے اس پیشگوئی کے بعد دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء مین آپنے ایک اور پیشگوئی کی اور وہ بھی اسیوقت شایع ہوگئی جسکے الفاظ یہ تھے- زلزلہ کا دھکا- وحی الٰہی کے انہین الفاظ پر مین نے اس مضمون کا عنوان

بھی رکھا ہے۔ اسکے بعد شروع مئی ۱۹۰۵ء میں ایک اور پیشگوئی شایع کی گئی جس سے اس زلزلہ کی خبر ملتی ہے اور جس نے نہایت مختصر مگر جامع الفاظ مین اس زلزلہ کی تباہی کو بیان کیا ہے اس وحی کے الفاظ یہ ہین۔ عفت الدیار محلہا و مقامہا۔ یعنی گھروں کے نام و نشان مٹ گئے کیا عارضی جائے سکونت اور کیا مستقل جائے سکونت۔ یہ الفاظ زلزلہ سے گیارہ ماہ پہلے دنیا مین شایع ہو چکے تھے۔ اب ہر ایک شخص بجائے خود ان الفاظ کے معنے معلوم کرے اور پھر اس تباہی پر نظر ڈالے جو اس سے ہوئی تو وہ دیکھ لے گا کہ اس زلزلہ کی تباہی کو اس سے زیادہ موزون الفاظ مین بیان نہین کیا جاسکتا جو وحی الٰہی مین اختیار کئے گئے ہین۔ اگر محض اسیقدر پیشگوئی ہوتی کہ زلزلہ آئے گا تو معترض کو یہ کہنے کی گنجایش ہوتی کہ زلزلے دنیا مین ہمیشہ آتے ہی رہتے ہین پس اس... پیشگوئی مین کوئی ایسی غیب کی بات نہین جس پر انسان مطلع نہ ہوسکے۔ مگر خدا تعالےٰ نے اسیقدر پر کفایت نہین کی بلکہ زلزلہ کے دھکّہ کی پیشگوئی کے بعد پھر ایسے صریح اور بیّن الفاظ مین اسکے نتیجہ کو بھی بتادیا گویا یہ سمجھادیا کہ یہ زلزلہ معمولی زلزلہ نہین ہوگا بلکہ ایسا ہوگا کہ ملک کے ایک بڑے حصہ مین گھروں کے نام و نشان مٹ جائینگے اب یہ کس انسان کی طاقت مین ہے کہ ایسی بات گیارہ مہینے پیشتر بتادے اور پھر تحدی سے ملک مین اسکی اشاعت کرے کہ ایسا ضرور ہوگا۔ اور اسے اپنی صداقت کا نشان ٹھہراوے۔ کیا کوئی منجم یا کوئی علم طبقات الارض کا واقف اس زور سے یہ دعوے کرسکتا ہے یا کبھی کسی نے کیا۔ اس پیشگوئی مین بعینہ وہ نقشہ ملک کا کھینچ دیا گیا ہے جو گیارہ ماہ بعد نظروں کے سامنے آنے والا تھا۔ کس طرح خدا نے پہلے یہ بتایا کہ مین مکانات کا نام و نشان مٹادونگا۔ اور پھر گیارہ ماہ بعد جب لوگوں نے ان باتوں پر ہنسی کی تو اپنے الفاظ کو پورا کرکے دکھایا۔ پائونیر کے نامہ نگار کے سب سے پہلے لفظ یہ ہین کہ "خیموں کی جگہ سے نیچے اس پہاڑی کیطرف دیکھ کر جو نہایت خوبصورت درختوں کے ساتھ سرسبز ہورہی تھی اور جہاں قصبہ اور مندر آباد تھے عمارات کا کوئی بھی نشان نہ ملتا تھا" بعینہ یہی بات خدا نے اپنے مامور کو گیارہ ماہ پہلے بتائی جبکہ وہی شہر جو اب جنگلوں کی طرح سنسان پڑے ہین خوب آباد تھے اور کسیکو خواب و خیال بھی نہ تھا کہ کوئی ایسی بات پیدا ہونے والی ہے ایسا ہی اس صوبہ کے لفٹننٹ گورنر صاحب نے اپنی تقریر مین جو زلزلہ زدگان کی امداد کے لیے ایک جلسہ مین کیگئی تھی بیان کیا "آپ سب لوگوں نے اخباروں کے ذریعہ اس خطرناک مصیبت کے حالات کو پڑھ لیا ہوگا جس نے تین ہفتے ہوئے واقعی آنکھ جھپکنے کی دیر مین اس صوبہ کے سب سے خوبصورت ضلع کے سب سے آباد اور سرسبز حصّہ کو آ دبایا + جو سخت تباہی اور ویرانی دھرم سالہ کانگڑہ وغیرہ بہت سے دوسرے

مقامات مین ہوئی ہے اس کی نسبت مبالغہ کرنا تو یکطرف رہا - اسکا پورا پورا نقشہ بھی الفاظ مین نہین کھینچا جا سکتا نہ تحریر مین اور نہ تقریر مین - ملک کے اندر پھرنے سے نظر آتا ہے کہ وہ تباہی جو اس جگہ واقع ہوئی ہے اپنی نظیر کہین نہین رکھتی - جدھر چلے جاؤ گانؤن کے گانؤن ایسے تباہ ہوئے ہین کہ ایک مکان بھی کھڑا نہین رہ گیا - سڑکین اور پل تمام ٹوٹ گئے ہین اور ہر طرف تباہی اور ویرانی ہی نظر آتی ہے اس رقبہ کے اندر جہان سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے جو قریبًا ۷۰۰ مربع میل ہے اور ۲۵۰۰۰ کی آبادی رکھتا ہے - ہر ایک گھر اور عمارت بلا استثنار یا تو بالکل زمین کے ساتھ ملگیا ہے اور یا ایسی خطرناک صورت مین پڑا ہے کہ رہایش کے قابل نہین رہا۔" آسام مین جو زلزلہ ۱۸۹۷ء مین آیا تھا وہ بمقابلہ اس زلزلہ کے بہت ہی خفیف تھا کیونکہ اس مین کل پندرہ سو جانونکا نقصان بتایا جاتا ہے اور یہان پچیس ہزار جانین تباہ ہوئین - غرضیکہ اس سخت تباہی کا نقشہ جو الفاظ عفت الدیار محلہا ومقامہا مین کھینچا گیا ہے - اس سے بہتر اور کوئی نقشہ کھینچا نہین جا سکتا - پھر خدائے عالم الغیب کے سوائے کسکو یہ طاقت تھی کہ ایسا نقشہ پہلے کھینچتا اور اپنے مامور کی زبان سے پہلے سے ہی دنیا مین اسکا اعلان کرتا - اب سوال یہ ہے کہ وہ جس کی خاطر یہ نشان ظاہر کیے جا رہے ہین کون ہو سکتا ہے سوائے اسکے جس نے پہلے سے ان نشانون کی خبر بھی دی اور اپنی تائید مین انکو نشان بھی قرار دیا - یہ تسلیم کیا جاویگا اور خود عیسائیون نے بھی یہ امر تسلیم کر لیا ہے کہ یہ زلزلہ نشان تو ضرور ہے پر اگر یہ اسکا نشان نہین جس نے بہت مدت پہلے سے یہ خبر دی کہ میری تائید مین اللہ تعالے ایسے ایسے نشان ظاہر کریگا تو پھر کس کا ہی - کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نشان ظاہر ہو رہے ہون اور جس کی تصدیق کے لیے ظاہر ہوتے ہین - اسکا دنیا مین وجود ہی نہ ہو - ایسا خیال کرنا محض حماقت ہے - سچا مدعی موجود ہے اور اس نے یہ خبر دی کہ میری تائید مین ایسے ایسے نشان ظاہر ہونگے اور عین اسکے کہنے کے مطابق برسون بعد وہ باتین وقوع مین آئین اب بھی شک کرنا سنگدلی ہے - بعض لوگ یہ کہدیتے ہین کہ جھوٹے مسیح بھی تو ظاہر ہونے ہین پر مین پوچھتا ہون کہ کیا وہ نشان جنکا وعدہ دیا گیا ہے سچے کی خاطر ظاہر ہونگے یا جھوٹونکی خاطر - بفرض محال اگر یہ بھی تسلیم کر لین کہ جھوٹے بھی کوئی نشان دکھا دینگے تو سوال یہ ہے کہ وہ موعود نشان جنکی سینکڑون برس پہلے خبر دی گئی - وہ بھی جھوٹونکی خاطر ہی ظاہر ہونگے اگر ایسا ہے تو پھر نشانونکی پیشگوئی کرنے والے نے مخلوق کو دھوکا دیا کہ جو نشان ... جھوٹون کی خاطر ظاہر ہونے تھے وہ سچے کے نشان قرار دیدیئے - افسوس ہے کہ تعصب نے

ان لوگون کی کیا حالت کر دی ہے اور اگر یہ مدعی جھوٹا ہے تو پھر سچا بھی تو پیش کرنا چاہیئے کہ وہ فلان جگہ موجود ہے نہ یہ کہ محض اپنے باطل عقاید کے توہمات سے ایک موعود تراش لیا جاوے اور سچے موعود کو جھوٹا کہا جاوے۔ مین یہ نہین کہتا کہ جھوٹے دعویدار پیدا نہ ہونگے صادقین کے ساتھ پہلے بھی جھوٹے پیدا ہوتے رہے اور اب بھی ہوئے اور ہونگے مگر عقلمند کو چاہیئے کہ امتیازی نشان قایم کرے اس سے جھوٹون اور سچونکو پرکھے۔ پھر کیا یہ امتیازی نشان نہین کہ سچے مدعی نے برسون پہلے انہی نشانون کی خبر دی جو اس کی آمد کے لیے مقرر کیے گئے تھے اور ان کو اپنی صداقت کے نشان ٹھہرایا۔؟ اگر یہ مدعی صادق نہ ہوتا تو یہ امتیازی نشان کیون اس مین موجود ہوتا۔ نبیون نے موعود کی علامت کے طور پر ایک امر کے واقع ہونیکی خبر دی ایک مدعی نے جو عین موعودہ وقت پر پیدا ہوا اسی امر کے واقع ہونے کی برسون پہلے خبر دی اور اسکو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا پھر وہ امر بعینہ جس طرح پیشگوئی کی گئی تھی واقع ہوگیا۔ اب بھی اگر کوئی آنکھ اسکو نہین دیکھ سکتی تو اسکا علاج مشکل ہے۔

ان دلایل سے حضرت مسیح موعود کی صداقت روز روشن کی طرح چمکتی ہے کیونکہ یہ تمام پیشگوئیان برسون پہلے کتابون مین چھپکر شایع ہوچکی تھین اور وہ کتابین ابتک موجود ہین مگر حق ایک ایسی شے ہے کہ ایک سے بڑھکر دوسری روشن دلیل اسپر پیدا ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ شک کرنے والونکے لیے اگر وہ عقل سے کام لین اور تعصب کی پٹی آنکھون پر نہ باندھلین شک کی کوئی وجہ باقی نہین رہ جاتی۔ دوسری دلیل جس کا مین نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ ۴۔اپریل کے زلزلہ کے بعد اس موعود نے ایک اور اس سے بھی بڑھکر خطرناک حادثہ کی خبر دی ہے جو اس ملک مین آنیوالا ہے اور اسی خدا کے حکم سے جس نے اپنے مامور پر اس امر کو ظاہر فرمایا ہے یہ پیشگوئی کروڑون انسانون مین شایع بھی ہوچکی ہے۔ اب ایک طرف تو منجم اور علم طبقات الارض کے ماہر یہ یقین دلاتے ہین کہ اب کوئی خطرہ نہین اور دوسری طرف ایک شخص خدا سے اطلاع پاکر یہ کہتا ہے کہ ابھی ایک اور سخت مصیبت اس ملک پر آنیوالی ہے جو پہلی مصیبت کو بھی بھلا دے گی۔ جسکا نام خدا نے اپنی وحی مین زلزلہ اور زلزلۃ الساعۃ رکھا ہے۔ ایک دفعہ نہین بلکہ کئی دفعہ خدا تعالےٰ اسکی اطلاع دے چکا ہے اور کئی دفعہ مختلف اشتہارات کے ذریعہ ملک مین اس کی اشاعت بھی ہوچکی ہے۔ مگر کیا کسی نے گذشتہ واقعہ سے عبرت حاصل کی نہین بلکہ وہی سلوک ہوا جو پہلے انبیاء کے ساتھ ہوتا رہا یعنی اس بات پر

بھی استہزا اور تمسخر کیا گیا۔ بعینہ اس زلزلہ کی مانند طاعون کی خبر بھی پہلے دیگئی یعنی اول تو براہین کے
زمانہ مین جب اس ملک مین طاعون کا نام بھی کوئی نہ جانتا تھا اور دوسری دفعہ اسکے سخت زور سے
پھیل جانے کی خبر جو اسوقت دیگئی جب پنجاب مین ابھی اس نے قدم ہی رکھا تھا اور ایک نہایت
محدود دایرے کے اندر بند تھی بلکہ گورنمنٹ کو اپنی ان کوششون مین جو اسکے روکنے کے لیے وہ کر رہی تھی
کامیابی کی امید معلوم ہونے لگی تھی۔ عین ان حالات کے ماتحت وہ اشتہار دیا گیا تھا جس مین یہ خبر دیگئی تھی
کہ ملک پنجاب کے مختلف مقامات مین بہت زور شور سے یہ مرض نمودار ہوگی اور تمام ملک مین پھیلجائیگی
جیسا اب زلزلہ کی دوبارہ خبر پر ہنسی کیجاتی ہے ایسا ہی اسوقت طاعون کی خبر پر بھی ہنسی کی گئی تھی مگر
ان استہزاؤن سے خدا کا غضب اور بھی زیادہ بھڑکتا ہے اس ہمدردی کا عوض اس مخبر صادق کو یہ دیا
گیا کہ گالیان نکالی گئین اور تمسخر کیا گیا۔ مگر آخر ہوا وہی جو کہا گیا تھا۔ اور ان باتونکو بچشم خود سارے
ملک نے دیکھا جنپر اسوقت ہنسی کیجاتی تھی کہ یہ ناممکن امور ہین۔ غرضیکہ اس زلزلہ کے نئے حملے کے متعلق حضرت
مسیح موعود کیطرف سے تین اشتہار چھپ چکے ہین جن کی اشاعت نصف لاکھ سے بڑھ کر ہو چکی ہے اور
شاید ابھی اور بہت سی ہو جائے۔ اسکے متعلق انگریزی مین آپ کی طرفسے نہ صرف پایونیر مین چٹھی چھپ
چکی ہے بلکہ اس ہمدردی اور خیر خواہی کے تقاضا سے جو آپ کو گورنمنٹ کے ساتھ ہے آپنے سرکار عالیہ
کو بھی ان امور کی اطلاع دیدی ہے۔ چنانچہ اس چٹھی کے جو گورنمنٹ کو لکھی گئی ہے اخیری الفاظ یہ ہین۔
"وہ جس زلزلہ کی مجھکو اب خبر دیگئی ہے وہ معمولی زلزلہ نہین ہے بلکہ وحی الٰہی مین عربی مین یہ لفظ ہے کہ
زلزلة الساعة یعنے ایسا زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور اس وحی الٰہی مین یہ بھی خبر دیگئی ہے کہ خوفناک
طور پر مکانات اس سے مسمار ہونگے پہاڑون پر خوفناک صورت ہوگی پہلا زلزلہ اس کی نسبت کچھ بھی
چیز نہین ہوگا۔ یہ خبر نہ ایکدفعہ بلکہ کئی دفعہ دی گئی ہے اسلیے ہمدردی اور خیر خواہی نے مجھے مجبور کیا کہ قبل
اسکے جو وہ دن آوے مین گورنمنٹ کو اطلاع دون۔ جس بات پر میرا پورا یقین ہے اسمین غفلت کرنا مین گناہ
سمجھتا ہون میرے نزدیک گورنمنٹ کو کوئی ایسی تجویز کرنی چاہیئے کہ جس سے گورنمنٹ کے حکام خطرہ
کی حالت مین پہاڑون پر نہ رہین مثلاً جنوری سنہ ۱۹۰۶ء تک پہاڑونسے اجتناب کیا جاوے۔ اور اسکی بجاے کوئی اور بندوبست

کیاا پریل ۱۹۰۵ء

کیا یسوع کی موت انشقاق القلب سے واقع ہوئی تھی؟

سخت ترین مشکلات مین سے جو عیسائی مذہب کو ابتدائے زمانہ سے درپیش رہی ہین ایک مشکل مسیح

کی موت کا ثبوت ہے مگر باوجود کسی ثبوت کے نہ ہونیکے متعصب فرقہ عیسائیان کا عقیدہ یہی رہا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام واقعی صلیب پر مر گئے تھے اگرچہ اصل سبب موت کے متعلق اختلاف چلا آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں ہی ایسے لوگ بھی موجود تھے جو یہ کہتے تھے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا کیونکہ وہ کافی وقت لٹکایا نہیں گیا۔ اور اسی کے دفیعہ کے لیے یوحنا نے اپنی انجیل میں پہلو چھیدے جانے کا ذکر کیا ہے تا یہ امر اس کی قطعی موت پر دلیل ہو۔ کیونکہ باقی تین انجیلیں جو اس سے پہلے کی ہیں وہ اس بارے میں بالکل خاموش ہیں۔ اس واقعہ کے متعلق بہت سی بحث ہوئی ہے اور اس کی بنا پر طرح طرح کے مسئلے تراشے گئے ہیں جنمیں سے سب سے آخری یہ خیال ہے کہ خون اور پانی کے نکلنے سے یہ شہادت پیدا ہوتی ہے کہ یسوع کی موت انشقاق القلب سے واقع ہوئی تھی۔ یہی خیال کچھ عرصہ ہوا ایک عیسائی ڈاکٹر نے اخبار ایپی فینی میں پیش کیا تھا۔ جس کی تردید ان صفحات میں ایک ڈاکٹر نے بڑے مضبوط دلایل سے بحوالہ کتب طب کی تھی۔ اسکا کوئی جواب آج تک عیسائی صاحبان دے نہیں سکے

بلیوتھیکا سکرا ایک انگریزی عیسائی میگزین ہے جو امریکہ سے شایع ہوتا ہے اسکے جنوری کے پرچہ میں ایک دلچسپ مضمون اسی خیال کی تردید میں شایع ہوا ہے کہ یسوع کی موت کا باعث انشقاق القلب تھا۔ اس بات کے قبول کرنے میں کہ یسوع صلیب پر مر گیا تھا۔ تمام سمجھدار آدمیوں کو ایک ہی مشکل نظر آتی ہے۔ راقم مضمون لکھتا ہے "معمولی انسانی تجربہ کے رو سے اگر دیکھا جاوے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کیونکر مسیح جو ایک جوان آدمی اور توانا اور تندرست تھا۔ کیا بلحاظ جسم کے اور کیا بلحاظ دل کے صلیب پر چند گھنٹے کی تکلیف اٹھانے سے مر گیا جبکہ جو لوگ صلیب پر لٹکائے جاتے تھے۔ وہ دو دو تین تین دن تک نہیں مرتے تھے۔ اس مشکل سے بچنے کے لیے ٹرٹولین سے شروع ہو کر بہت سارے مفسرین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ یسوع صلیب کے اثر سے نہیں مرا بلکہ اس نے اپنی خوشی سے خود ہی اپنی جان دیدی تھی چنانچہ ٹرٹولین نہایت مختصر الفاظ میں اسکے متعلق لکھتا ہے کہ "مسیح نے جب وہ صلیب پر چڑھایا گیا اپنے اختیار سے ایک ہی لفظ کے ساتھ اپنی روح کو اپنے اندر سے خارج کر دیا اور یوں جلاد کے کام کو روک دیا" کالون اور اسکے ادر ہم خیال یسوع کی موت کو جو تمام امیدوں سے بڑھ کر جلدی واقع ہوئی خدا کے "مخفی مشوروں" کیطرف منسوب کرتے ہیں۔ عقلی تشریح یہ کیجاتی ہے کہ مسیح صلیب کے واقع سے پہلے اسقدر کمزوری کیحالت میں تھا کہ صلیب پر چڑھنے کے بعد اس کی موت جلدی واقع ہوئی۔ یا یہ کہ برچھی کا زخم مرنے سے پہلے لگایا گیا تھا۔ اور وہی زخم موت کا باعث ہو گیا۔ ان عقلی تشریحوں کو رد کر کے تمام عیسائی

اس بات پر متفق ہین کہ ایک حد تک مسیح کی موت ضرور فوق العادت طریق پر واقع ہوئی اور صرف صلیب ہی اسکا باعث نہین ہوئی۔"

اسکے بعد راقم مضمون انشقاق القلب کے مسئلہ پر بحث کرتا ہے۔ "گذشتہ صدی کے نصف تک یہ حالات رہے جبکہ ایک انگریزی ڈاکٹر سٹراوڈ نام نے ایک کتاب بنام "مسیح کی موت کا طبعی سبب" شایع کی۔ اس کتاب مین یہ کوشش کی گئی کہ صلیب کے تمام واقعات مین تطابق پیدا کیا جاوے اور مذہبی طور پر انکے اثر کو اس طرح پر بڑھایا جاوے کہ یسوع واقعی انشقاق القلب سے مرا (یعنی اسقدر غمون کا بوجھ اسکے دل پر ہوا کہ بغیر کسی صدمہ بیرونی کے اسکا دل پھٹ گیا) اور اسکے جلدی مرجانے کی کیفیت کو یون بیان کرتا ہے۔ کہ پھٹے ہوئے مقام سے خون دل کے گرد جو غلاف ہوتا ہے۔ اس مین بہ گیا اور وہان لوتھڑا اور پانی الگ الگ ہوگیا اور اسی لیے پہلو مین زخم کرنے سے خون اور پانی نکلا تھا۔" اس کتاب کے شایع ہونے پر عیسائی دنیا مین اس خیال کی بہت قدر کی گئی کیونکہ اس سے واقعات اور عقیدہ مین تطابق پیدا ہوتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر تھوڑی دیر بعد اسکا اثر بالکل جاتا رہا۔ "صحیح علم کی ترقی کے ساتھ اسکی بنیاد کھوکھلی ہوگئی اور اب عیسائی فاضل اسکو وہ وقعت نہین دیتے جو اس سے پہلے دیتے تھے۔ چنانچہ فاضل پادری ویسٹکاٹ یوحنا کی انجیل کی تفسیر کرتا ہوا سٹراوڈ کے خیال کے متعلق لکھتا ہے "مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اور دوسری عقلی تشریحین صرف ناکافی ہی نہین بلکہ اصل واقعات کے خلاف بھی ہین۔ اس امر کی کافی شہادت موجود نہین کہ ان حالات کے ماتحت جو بیان کیے گئے ہین اس طرح پر خون اور پانی بہا کرتا ہے۔" ایک اور فاضل نے انہین دنون بڑی حقارت کی نگاہ سے اس خیال کو کہ مسیح کی موت انشقاق قلب سے ہوئی رد کیا ہے وہ اس کی بجائے یہ خیال پیش کرتا ہے کہ برچھی کسی آبلہ مین لگی ہوگی۔ جس کا نتیجہ پانی اور خون کا بہنا ہوا۔"

اسکے بعد راقم مضمون دلائل پیش کرتا ہے کہ مسیح کا انشقاق قلب نہین ہوا۔ "اول اس بات کے بیان کرنے مین کچھ حرج نہین کہ انجیل کی تحریر مین کوئی لفظ ایسا نہین جس سے یہ استدلال کیا جاوے کہ برچھی بائین پہلو مین چبھوئی گئی تھی اور دائین مین نہین چبھوئی گئی تھی۔ بلکہ اگر پچھلی عیسائی روایتون کو کچھ وزن دیا جاوے تو زخم دائین طرف تھا۔ اسوقت بھی راقم مضمون نے بذات خود تحقیق کیا ہے کہ رومن کیتھولک کی تمام تصویرون بتون اور مصلوب ہونے کی شکلون مین زخم داہنے پہلو مین دکھایا گیا ہے۔" اس سے تو زخم کا قصہ طے ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جب زخم دائین پہلو مین تھا تو

برچھی دل مین نہین لگی اور اسواسطے خون اور پانی بھی دل سے نہین نکلا۔ اسکے بعد راقم مضمون سٹراوڈ کی اس دلیل کا بودا پن ظاہر کرتا ہے کہ سخت غم اور دماغی گھبراہٹ کیوجہ سے دل کی دیوارین پھٹ گئی تھین۔ تازہ ترین شہادت اس امر کے ثابت کرنے کے لیے پیش کی گئی ہے کہ ایک تندرست دل مین محض شدت غم یا کثرت افکار کیوجہ سے انشقاق کبھی واقع نہین ہوتا اسکے مفصل حوالجات انگریزی مضمون مین درج ہین۔ غرضیکہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آج کل کا کوئی مشہور ڈاکٹر سٹراوڈ کی رائے کو صحیح تسلیم نہین کرتا۔ اسکے بعد انشقاق قلب کی علامات لے کر بحث کیگئی ہے ’’ان تمام حالات مین جہان انشقاق قلب پورے طور پر ہو جاوے اور فوری ہو موت فی الفور واقع ہو جاتی ہے۔ مریض ہاتھ کو یکایک سینہ کے سامنے لے جاتا ہے۔ ایک تیز چیخ مارتا ہے اور اعضا تشنج کیطرح مروڑے جاتے ہین اور جان نکلجاتی ہے یا مریض یکایک بیہوش ہو جاتا ہے اور پھر کبھی ہوش مین نہین آتا۔ اور مرجاتا ہے‘‘ اگر انشقاق ناقص ہو تو مریض فوراً نہین مرتا‘‘ اور اس صورت مین علامات سخت کمزوری کی ہوتی ہین نبض تیز اور کمزور ہوجاتی ہے۔ سخت گھبراہٹ اور کمزوری ہو کر جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے قے آتی ہے تنفس مین دقت ہوتی ہے اور بعض وقت تشنج کیصورت بھی ہو جاتی ہے‘‘ مگر یسوع کی زندگی کے اخیری واقعات جو اناجیل مین مندرج ہین اُن مین ان مین سے ایک علامت بھی نہین پائی جاتی۔ بجائے اسکے کہ بیہوشی یا نیم بیہوشی کیحالت مین وہ چیخ مارتا اس نے بڑے اطمینان قلب سے یہ لفظ دُہرائے ’’اے میرے خدا میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا‘‘ وہ اخیر تک بیہوش بالکل نہین ہوا بلکہ جیسا کہ راقم مضمون لکھتا ہے یسوع نے یہ معلوم کرکے کہ اب تمام باتین پوری ہو چکی ہین (جیسا کہ انجیل مین لکھا ہے) اسلیے کہ خدا کا کلام پورا ہو یہ کہا کہ مجھے پیاس لگی ہے اور جب اسے سرکہ دیا گیا تو اس نے کہا یہ پورا ہو چکا ہے اور پھر کچھ وقفہ کے بعد اسنے اپنا سر جھکایا اور یہ کہہ کر اپنی روح چھوڑ دی کہ اے باپ مین اپنی روح تیرے ہاتھون مین سونپتا ہون۔ یہ تمام ہوش اور اطمینان قلب کی باتین ہین اور اس قسم کی کامل ہوش انشقاق قلب اور موت کے درمیان کبھی نہین ہو سکتی‘‘۔ اسکے بعد یہ دکھایا گیا ہے کہ جسقدر مثالین دیگئی ہین وہ غلط ہین اور اخیر پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی ڈاکٹر محض علامات کو دیکھکر کبھی یہ رائے نہین لگا سکتا کہ مریض انشقاق القلب سے مرا ہے بلکہ اسکے لیے ضروری ہے کہ موت کے بعد اسکو چیر کر دیکھا جاوے اور دل کی اصلی حالت ملاحظہ کیجاوے۔ یسوع کی موت کے انشقاق القلب سے واقع ہونے کا خیال یون تھوڑے ہی عرصہ مین پیدا ہو کر خود بخود ہی قریباً مر گیا ہے۔ موت کو ثابت کرنیکے لیے یہ جو طرح طرح کے حیلے تراشے جاتے ہین جو آخر غلط ثابت ہوتے ہین ان سے صرف یہ شہادت پیدا ہوتی ہے

کہ یسوع کا صلیب پر مرنا ہرگز ثابت شدہ امر نہین۔ اور جس طرح ڈوبتا ہوا آدمی تنکون کا سہارا ڈھونڈھتا ہے۔ یہی حال عیسائی صاحبان کا ہے کہ ایک غلط عقیدے کو قایم رکھنے کے لیے طرح طرح کی باتین پیدا کی جاتی ہین اور آخر وہ غلط ثابت ہوتی ہین۔ مگر اب جب یہ ثابت ہوگیا کہ وہ مقدس انسان خانیار کے کوچہ مین سویا پڑا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کسی شہادت کی ضرورت نہین کہ واقعی حضرت مسیح ؑ صلیب پر فوت نہین ہوئے +

نیا عہدنامہ

جیوش انسکلوپیڈیا (یعنے دایرۃ المعارف یہودیہ) کی نوین جلد مین جو ابھی شایع ہوئی ہے۔ نئے عہدنامہ پر ایک دلچسپ مضمون لکھا گیا ہے۔ خود یہ نام یعنی نیا عہدنامہ عیسائی مذہب کی پیدایش کے قریبًا دوسو سال بعد تجویز ہوا۔ اور اس سے پہلے موجودہ مجموعہ اناجیل و اعمال و خطوط ایک مجموعہ نہ تھا۔ اس نام کے تجویز کرنے مین یہ امر مدنظر تھا کہ مسیح کی آمد سے موسوی سلسلہ ختم ہوگیا اور اسلیے حضرت موسے کی شریعت جو....... خدا کیطرف سے انسانون کی نجات کے لیے ایک عہدنامہ تھا پرانی اور منسوخ ہوگئی اور اسکی بجائے نیا عہدنامہ خون مسیح کا تجویز کیا گیا۔ حواریونکے زمانے مین ایسی تبدیلی نہ ہوسکتی تھی اور نہ ان لوگونکے زمانے مین جنھون نے حواریونکے زمانہ کو پایا تھا کیونکہ وہ لوگ یہودی کی طرح حضرت موسے کی شریعت پر عمل کرتے اور انکے ساتھ ہیکل مین جاتے تھے مگر دو تین نسلونکے گذر جانیکے بعد جیسے جیسے عیسائی فرقہ پرانے یہودیونسے بُعد اختیار کرتا گیا ویسے ویسے اس شریعت کو بھی چھوڑتا گیا۔ یہودی راقم مضمون شروع مین ناظرین کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ یہودی ان ہر دو مجموعہ کتب کو پرانا عہدنامہ اور نیا عہدنامہ اس مفہوم کے لحاظ سے نہین پکارتے جو عیسائیون نے تجویز کیا ہے بلکہ صرف معرفت کے لیے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ابتدا مین کلیسیا کے ہاتھ مین کوئی اور کتب مقدسہ نہ تھین سوائے انکے جنکو یہودی تسلیم کرتے اور اپنی عبادات مین پڑھتے تھے اور انہین کتب مقدسہ سے مسیح کی صداقت کا ثبوت بھی پیش کیا جاتا تھا کہ گویا اسکے آنے سے نوشتونکے وعدے پورے ہوگئے۔ مگر آہستہ آہستہ جب عیسائیون نے دیکھا کہ یہودی واعظین کتب مقدسہ کے علاوہ دوسرے مکاشفات وغیرہ کو اپنی عبادات مین پڑھتے ہین تو انکی دیکھا دیکھی انھون نے بھی مسیح کی آمد اور اسکے کامونکے قصص کو اس طرح پڑھنا شروع کیا یہانتک کہ آہستہ آہستہ وہ ایک لازمی جزو عبادت بنگئے۔ پرانے عہدنامے سے

ایک آیت بطور ایک پیشگوئی کے پڑھی جاتی تھی اور نئے عہدنامے سے اسکے پورا ہونے کی تصدیق کیجاتی تھی۔
چارون انجیلونکے لکھا جانے کی تاریخ ۷۰ء اور ۱۵۰ عیسوی کے درمیان مقرر کیگئی ہے۔ ان باتونکو معرض تحریر مین کون لایا اسکے متعلق یہودی فاضل کی وہی رائے ہے جو آج کل محقق عیسائیونکی ہے۔ وہ لکھتا ہے "اناجیل مین یہ دعوے نہین کیا گیا کہ ان کا لکھنے والا حواریونمین سے کوئی تھا۔ بلکہ انکی زبانی روائتون کی بنا پر دوسرے لوگونسے انکا لکھا جانا خود اناجیل سے ثابت ہے چنانچہ لوقا ۱ - ۳ بہت ساری انجیلون کے موجود ہونے کیطرف اشارہ کرتا ہے جو رویت کے گواہون اور شاگردون کی زبانی روائیتون پر مبنی ہین" اور پے پیئس دوسری صدی عیسائی کا ایک مصنف بیان کرتا ہے کہ "مرقس نے جو کچھ پطرس سے سنا ہے جوڑ لکھدیا اور متی نے مسیح کے اقوال کا ایک مجموعہ عبرانی زبان مین تیار کیا تھا۔ مگر اسمین تاریخی بنا نہین رکھی گئی اور اسکو مختلف مفسرون نے مختلف رنگون مین دیا ہے" یہ امر کہ متی نے عبرانی مین ایک الگ مجموعہ اقوال یسوع کا تیار کیا تھا بہت قابل توجہ ہے مگر افسوس ہے کہ یہ مجموعہ گم ہے اور ملتا نہین۔ مگر یہودی فاضل اناجیل کی اصلیت اور انکی وقعت کے پرکھنے کے لیے ایک اور معیار پیش کرتا ہو وہ لکھتا ہے "باریک نگاہ اور تحقیق سے وہ اصول بالکل صحیح ثابت ہوتا ہے جسے یہودیون نے بطور اصول مسلمہ کے مانا ہوا ہے کہ جسقدر کوئی روایت زیادہ پرانی اور زیادہ قابل اعتبار ہے خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری اسیقدر اس مین یہودیون اور یہودیت سے زیادہ گہرا رشتہ اور دوستانہ تعلقات پائے جاتے ہین اور جیسے جیسے کوئی بات مسیح کے زمانے اور اسکی تبلیغ سے پیچھے پیدا ہوئی ہے اتنی ہی زیادہ اسمین یہود سے نفرت اور موسوی شریعت سے دشمنی پائی جاتی ہے کیونکہ جیسے جیسے نئے فرقہ کا میلان بدلتا گیا ویسے ویسے ہی اسکا اثر روایتون پر پڑتا گیا اور یہی وجہ ہے کہ مروجہ اناجیل اور انجیلی قصص مین پہلو بہ پہلو متضاد بیانات پائے جاتے ہین" اسکی تشریح مین یہ مثال بیان کی گئی ہے کہ کس طرح موسوی شریعت کے متعلق کہین اسکی تائید مین اور کہین تردید مین اناجیل مین مختلف بیانات پائے جاتے ہین ایکطرف تو حضرت مسیح انجیل مین کہتے ہین کہ مین شریعت کو منسوخ کرنے نہین آیا بلکہ اسکو پورا کرنیکے لیے آیا ہون یعنی اسپر عمل کرنیکے لیے۔ اور اسکے صحیح اور معتبر ہونے کی تائید مین نہ صرف ابتدائی عیسائیونکا ہی عمل ہے بلکہ خود مسیح نے بھی شریعت پر عمل کرکے دکھا دیا کہ اسکا کیا منشاء تھا۔ اور اس عمل کا ثبوت کئی موقعہ پر خود اناجیل سے ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بات سے حضرت مسیح منع کرتے تھے وہ شریعت کا غلط استعمال تھا نہ خود شریعت کیونکہ یہودی اسوقت اسقدر ظاہر پرست ہوگئے تھے کہ وہ شریعت کے الفاظ پر تو عمل کرتے تھے مگر مغز شریعت سے جو روحانیت ہے بالکل بے بہرہ تھے

اسی کی تائید مین حضرت مسیح کے وہ اقوال بھی ہین جن مین اس کی یہودیون سے خاص محبت ظاہر ہوتی ہے اور غیر یہود اقوام سے بے تعلقی پائی جاتی ہے - دیکھو اس نے کیسے صاف الفاظ مین بیان کر دیا ہے کہ مین تو صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑون کے لیے بھیجا گیا ہون اور پھر کہا کہ یہ مناسب نہین کہ بچون کی روٹی کتون کے آگے ڈالیجاوے اور کتون سے مراد اسکی غیر یہودی اقوام تھی - پھر علاوہ ازین اس نے اپنے حواریونکو بھی یہی نصیحت کی کہ تم نے صرف قوم یہود کی اصلاح کی فکر کرنا - لیکن دوسری طرف انہی اناجیل مین ایسے بیانات بھی پائے جاتے ہین جو انکے مخالف ہین کیونکہ یہ لکھا گیا ہے کہ انجیل کی منادی تمام قومون مین کرنی چاہیے بلکہ یہ بھی کہ خدا کی سلطنت یہودیون سے چھین کر ایک اور قوم کو دیجائے گی - (اس فقرہ کا مطلب راقم مضمون نے نہین سمجھا کیونکہ اسمین تو یہ پیشگوئی تھی - کہ اب نبوت اسرائیل کے گھرانے سے منقطع ہو کر ایک دوسری قوم یعنی اسماعیل کے گھرانے مین چلی جاوے گی - اور یہ وعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پورا ہوا) - بہرحال یہ قول کہ تمام اقوام مین انجیل کی منادی کیجاوے مسیح کیطرف منسوب نہین ہو سکتا - کیونکہ وہ اپنا منشا اسکے مخالف الفاظ مین ایک دفعہ نہین بلکہ کئی دفعہ ظاہر کر چکا ہے اور خود فیاس بھی یہی چاہتا ہے کہ جب یہودیون نے مسیح کو نہ مانا تو آخر پرجوش شاگردون مین سے بعض نے یہ سوچا کہ دوسری اقوام کیطرف توجہ کیجاوے اور اس مین کامیابی ہوتی دیکھکر اپنے مطلب کی روائتین بھی بنا لین +

اسکے بعد یہودی فاضل مسیح کے اقوال پر جو اناجیل مین بیان کیے گئے ہین بحث کرتا ہے یہ امر ثابت ہے کہ اناجیل مین لکھے جانے سے پیشتر یہ اقوال اکھٹے ہو چکے تھے اور پہلے پہل عبرانی زبان مین ان کا مجموعہ تیار ہوا تھا - اور اسکی تائید مین مرقس کی انجیل مین بعض نشان پائے جاتے ہین (دیکھو ۲۳/۳ و ۳۰/۳ و ۱۷/۴ و ۱۵/۶) جن لوگون نے انکو یونانی مین ترجمہ کیا وہ فاضل نہ تھے کیونکہ بہت ساری غلطیونکا ثبوت دیا گیا ہے - اسکے بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ یسوع کے اقوال کہان کہان سے لیے گئے ہین اسکے متعلق یہودی فاضل لکھتا ہے کہ "بہت سارے قول جو یسوع کیطرف منسوب کیے جاتے ہین لفظ بلفظ ڈائیڈیک سے لیے گئے ہین - بعض فریسیونکی تعلیم سے لیے گئے ہین اور اس کا ثبوت بہت سے فاضل مصنفون نے دیا ہے جیسے لایٹ فٹ - شوٹگن - نورک - زبیر وانش وغیرہ - شرانیر نے لکھا ہے کہ مسیح کے اقوال تو صرف دعاوی ہی ہین جن کی تائید نوشتون سے نہین کی گئی مگر ربیون کے اقوال مقدس کتب کی بنا پر ہین اور اسلیئے اصل ربیون کے اقوال ہین اور مسیح کے اقوال ربیون سے نقل کیے گئے ہین - مسیح کے اقوال کو پانچ قسم پر تقسیم کیا گیا ہے - یعنی

اخلاقی تعلیم تمثیلین - مکاشفات کے رنگ مین اقوال اور مباحثات - ان مین سے اخلاقی تعلیم کے متعلق اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اسکا ماخذ طالمود اور دوسرے یہودی ذریع ہین - مثالون کی غرض بھی اخلاقی تعلیم ہی ہے اور ان مین بھی ربیونکی نقل کیگئی ہے - چنانچہ اسی انسکلوپیڈیا مین دوسری جگہ تمثیل کے مضمون پر لکھتے ہوئے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگرچہ پرانے عہدنامہ مین صرف پانچ تمثیلین ہین - مگر طالمود اور مدراش مین ایسی تمثیلین بکثرت ملتی ہین - جہان قریبًا ہر ایک مذہبی خیال اور ہر ایک اخلاقی تعلیم کے ساتھ اسکو واضح کرنیکے لیے ایک تمثیل بیان کی گئی ہے" یہودی فاضل یہ بھی لکھتا ہے کہ "بعض تمثیلین مسیح کی تمثیلون سے ملتی جلتی پہلی صدی کے ربیون کے اقوال مین بھی ملتی ہین - ایسا ہی مسیح کے الہامی اقوال کے متعلق یہودی فاضل یہ بیان کرتا ہے کہ وہ بھی یہودیون سے لیے گئے ہین اور وہان سے اٹھا کر انجیلوں مین مسیح کے اقوال دکھائے گئے ہین"

اناجیل کی خصوصیات کو بیان کرنیکے بعد جن مین متی کی انجیل کا یہ خاصہ قابل ذکر ہے کہ وہ یہودی طرز زندگی اور یہودی طرز خیال سے بہت ہی قریب واقع ہے اور اصل عبرانی پر اسکی بنا ہی - اور دوسری طرف یوحنا کی انجیل مین جسکو آج تک عیسائی محققون نے پایہ اعتبار سے گری ہوئی مانا ہے - کہین کہین ایسی روایات کا پایا جانا دکھایا گیا ہے جو دوسری اناجیل کی نسبت قدیم اور زیادہ معتبر ہین - فاضل یہودی اعمال کی کتاب پر بحث کرتا ہے اور اسکو لوقا کی انجیل کی روایت کے سلسلہ مین مانتا ہے اس کتاب مین پولوس کی کارروائیونکا بیان کرنا اصل مقصود ہے اور اس اثنائے مین دوسرے حواریون کی کارروائیون کا بھی کسیقدر ذکر ہے - پولوس ایک خواب کی بنا پر عیسائی ہوا - اور عیسائی بھی ایسا پرجوش کہ اپنے مرشد کے حکم کے خلاف تبلیغ مذہب شروع کردی ابتدا مین پطرس نے اسکا مقابلہ کیا مگر آخر ایک خواب کی بنا پر پطرس نے بھی پولوس کے ساتھ کھانے کی چیزون مین حرمت کے حکم کو توڑنے مین اتفاق کیا - اس خواب نے عیسائی مذہب کا رنگ ہی پلٹ دیا - اور اگرچہ عیسائیت کا وہ فرقہ جو یہود عیسائی کے نام سے پکارا جاتا ہے ایک عرصہ تک آزاد خیال والونکا مقابلہ کرتا رہا اور یعقوب حواری حضرت مسیح کا بھائی اسکا پیشوا رہا مگر آخرکار اس بے قیدی کے مذہب کے سامنے جسکی طرف پولوس لوگونکو بلاتا تھا اسکا نام ونشان مٹنا شروع ہوگیا - باوجود اسکے ابتدا مین عیسائیت کیطرف لوگونکو کھینچنے کا ذریعہ یہودی مذہب کی اشاعت ہی تھا - چنانچہ یہودی فاضل اعمال کے ان مقامات کے حوالے دیتا ہے جن مین پولوس اور برنباس یروشلم کے پاک معبد کے لیے جو یہودیونکا معبد تھا چندے اکٹھے کرتے ہین اور ایسا ہی نماز

اور روزونکے ذریعے سے روح القدس کا اترنا بیان کرتے ہین اور یہودی معبد مین انجیل کا وعظ کرتے ہین معلوم نہین آج کل کے عیسائی روزون اور نمازون کے ذریعے سے روح القدس کے اترنے کو کیسا سمجھتے ہین +

ریویو

سید وزارت حسین صاحب اوریر ضلع منگیر بنگال کی طرف سے کتاب مراۃ الجہاد جو ابھی شایع ہوئی ہے ریویو کے لیے مجھے پہونچی ہے۔ مین سید وزارت حسین کو مبارکباد دیتا ہون کہ انہون نے بہت محنت اور جانفشانی سے ایک ایسی تالیف کی ہے جو ایک بڑی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ جہاد پر آئے دن کوئی نہ کوئی رسالہ نکلتا ہی رہتا ہے مگر جیسی مبسوط بحث اس مسئلہ کے ہر پہلو پر اس کتاب مین ہوئی ہے خصوصاً آریہ سماج وغیرہ کے جواب مین پہلے دیکھنے مین نہین آئی۔ آریہ سماج کو دھوکا دینے کی بہت عادت ہے کہ اسلام پر فلان اعتراض ہے۔ فلان اعتراض ہے حالانکہ وہ اعتراض اسلام پر نہین بلکہ خود سماج کی کتابون اور اصول پر ہوتے ہین اس دھوکے کی حقیقت کو مصنف مراۃ الجہاد نے خوب کھول کر دکھایا ہے۔ ابتدائی مسلمانون کی تکالیف اسلامی جنگون کے اسباب... آنحضرتؐ کے غزوات۔ خلفائے راشدین کے جنگونکے اسباب۔ ذمیون کے حقوق وغیرہ بیان کرنیکے بعد آریہ سماج کے اعتراضونکا مفصل جواب دیا گیا ہے اور انکے گھر کی حقیقت کو بھی کھول کر دکھایا ہے کتاب..... واقعی قابل تعریف ہے۔ کاغذ اور چھپائی معمولی۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ.......... ......کتاب کا حجم تین سو صفحوں سے اوپر ہے۔ مصنف یا مطبع الحکم قادیان سے مل سکتی ہے۔

رؤیا والہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یکم اپریل۔ **محو نانار جہنم**۔ ۲۔ اپریل۔ **موت دروازے پر کھڑی ہے۔**

۳۔اپریل ؁۔ رؤیا دیکھا کہ مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے اور اسکا سب لباس مزنا[؟] سیاہ

ؑ۔ اس رؤیا کی یہ تعبیر بیان فرمائی کہ سلطان احمد سے مراد ایسے دلایل اور براہین ہین جو دلونپر تسلط کرتے اور دلونکو پکڑ لیتے ہین اور نظام الدین سے مراد ایسا نشان ہے جس سے دین اسلام کی صلاحیت ہوگی اور اسکا نظام درست ہوجائیگا۔ سیاہ کپڑونسے مراد ڈرانے والا نشان ہے۔ یہ جو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ یہ ہماری دعاؤنکا نتیجہ ہے کیونکہ بچہ کو بھی نتیجہ کہتے ہین۔ ۴ اپریل کے زلزلہ کی خبر ہے +

ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھا نہیں جاتا۔ اسیوقت معلوم ہوا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد کا لباس پہن کر کھڑا ہے اسوقت
میںنے گھر مین مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تب دو فرشتے اور ظاہر ہو گئے اور تین کرسیاں معلوم ہوئین اور تینوں پر وہ تین فرشتے
بیٹھ گئے اور بہت تیز قلم سے کچھ لکھنا شروع کیا جس کی تیز آواز سنائی دیتی تھی انکے اس طرز کے لکھنے مین ایک رعب تھا
مین پاس کھڑا ہوں۔ کہ بیداری ہوگئی + ۵-اپریل [۲] کففت عن بنی اسرائیل + ۶-اپریل [۳] تازہ نشان تازہ نشان کا دھکا
زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق وزھق الباطل۔
۷- ایک روح کی یہ آواز میرے کان مین پڑی کہ "**مین سوتے سوتے جہنم مین پڑ گیا**" ۹-اپریل۔ بوقت نصف شب
بخورانچہ تراا بخورانم لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون۔ نزلت لک۔ لک نری ایت
ونھد م ما یعمرون۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ کففت عن بنی اسرائیل
۱۰-اپریل [۴]۔ ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین + ۱۴-اپریل۔ رؤیا۔ قادیان کے بازار مین
ایک گاڑی مین چلے جاتے ہین معلوم ہوا کہ زلزلہ آیا ہے مگر ہمنے اسکا کوئی نقصان محسوس نہین کیا + ۱۵-اپریل انی مع
الافواج اتیک بغتۃ۔ ۱۸-اپریل۔ رویا۔ ایک بہت بلند درخت ہے جسکے نیچے مین کھڑا ہوں اور اسکے اوپر ایک اور شخص ہے
مین نہایت بلند آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر (اذان) کہہ رہا ہون۔ اور وہ درخت کے اوپر اسی زور سے وہی کلمات دہراتا جاتا ہے
جو مین کہہ رہا ہون۔ اسکے بعد مینے اسی زور سے درود شریف پڑھنا شروع کیا اور اسنے بھی درود شریف پڑھنا شروع کیا۔
اسکے بعد وہ درخت سے اُتر آیا اور اسنے کہا کہ سید محمد علیشاہ آگئے ہین + پھر رؤیا دیکھا کہ ایک نہایت ہی شدید زلزلہ آیا ہے اور
زمین اس طرح اُڑ رہی ہے جس طرح روئی دھنی جاتی ہے + جب خواب سے بیدار ہوئے تو یہ مصرعہ زبان پر جاری تھا۔ ع
ہے سر راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولا کریم + ۲۱-اپریل۔ امن است در مکان محبت سرائے ما + ۲۲-اپریل جاءک الفتح
۲۳-اپریل۔ بھونچال آیا۔ اور بڑی شدت سے آیا + ۲۵-اپریل۔ قل مالک حیلۃ + ۲۸-اپریل۔ رؤیا مین دیکھا کہ ایک
سفید سا کپڑا بچھا ہوا ہے اسپر کسی نے ایک انگشتری رکھدی ہے + اسکے بعد یہ وحی نازل ہوئی "**فتح نمایان**" "**ہماری
فتح**"۔ صدقت الرؤیا (سچا کیا تونے خواب کو) انی [۶] مع الافواج اتیک بغتۃ + ۲۹-اپریل۔ رؤیا گذشتہ
رات کو ۲ بجنے مین ۷ منٹ باقی تھے جبکہ مینے یہ رؤیا دیکھا کہ زمین ہلتی ہے۔ پہلے مینے خیال کیا کہ شاید ویسے ہی کچھ حرکت ہوئی ہے
مگر پھر زور سے ایک دھکا لگا۔ تب یقین ہوا کہ زلزلہ ہے اور مین گھر کے آدمیوں کو جگاتا ہون اور کہتا ہون کہ اٹھو زلزلہ آیا۔ مبارک کو بھی
اٹھالو۔ اور یہ بھی رؤیا مین کہتا ہون کہ جو تشی کسقدر جھوٹے ہین پنڈتوں نے تو اخبار مین چھپوایا تھا کہ اب زلزلہ نہین آیگا اسکے بعد بیداری ہوگئی

[۲] بنی اسرائیل سے مراد وہ قوم ہے جسپر اس قسم کے واقعات تکلیف وارد ہوئے ہون جیسے کہ بنی اسرائیل پر۔ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے
مراد یہ ہے کہ ایسے نشان ظاہر ہونگے کہ وہ لوگ جو ہماری جماعت پر بیجا حملے کرتے ہین رک جائینگے اور ایسے نشان ظاہر ہونگے کہ انکی باتون کا
لوگونکے دلونپر کچھ اثر نہین ہوگا + [۳] فرمایا یہ میرے ساتھ عادت اللہ ہے کہ کشف مین اس دنیا کو وہ جہان کے نام سے پکارا جاتا ہے + [۴] اسکے متعلق
مفصل دیکھو اشتہار الانذار جو پچھلے میگزین مین درج ہو چکا ہے + [۵] فرمایا یہ الہام ۹ اپریل والے الہام کا متمم ہے اسکے معنے یہ سمجھے گئے کہ یہ لوگ کہتے

ہین کہ ہمپر تباہی آیگی۔ سو غلطی پر یہ لوگ خود ہین نہ ہم + [۶] یعنی مین اپنی فرشتونکی فوجونکے ساتھ اسوقت آؤنگا کہ کسیکو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے

یکم مئی - ایک اشتہار دیکھا جسکے اوپر لکھا ہوا ہے "المبارک" پھر الہام ہوا بر کۃ زائدۃ علی ھذا الرجل - ۳ مئی - وما رمیت اذ رمیت و لکن اللّٰہ رمٰی -

" کسی نے ایک لکھا ہوا کاغذ دکھایا جسپر لکھا ہوا ہے " آہ نادر شاہ کہاں گیا "

۹ مئی .... و یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق -

" پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی + ۱۰ مئی - کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اور اگر درست ہے تو کس حد تک

۱۳ مئی - رؤیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرا ایک مقدمہ ہے جس حاکم کے سامنے ہے وہ قایم علی (ایک پرانا ای اے سی) معلوم ہوتا ہے اور اسکے سررشتہ دار میرے بھائی میرزا غلام قادر مرحوم ہیں ہم تینوں قریب قریب ہی زمین پر بیٹھے ہیں حاکم نے سررشتہ دار کو کہا کہ پچیس روپے طلبانہ کے داخل کریں - میں نے دیکھا تو جیب میں روپے موجود تھے سو میں نے نکالکر دیدیئے +

۱۴ مئی کو

کبریت احمر یا جیون بوٹی کے استعمال سے خون صالح تازہ بدن انسان میں پیدا ہوتا ہے جوانی کی طاقت مدت العمر قایم رہتی ہے - استعمال کرنیسے پہلے اور بعد بدن کو وزن کرو - اور آزماؤ اس سے بڑھکر بھی - مولد خون صالح مشتی - بدن کو مضبوط اور خوشرنگ بنانے اور چہرے کی سرخی اصلی طاقت و توانائی و تازگی پیدا کرنیوالی دوائی بہت کم ملے گی - اسکا اثر ان اعضا پر جنپر نسل انسان کی پیدائش کا انحصار ہے بالخصوص نہایت قوی ہوتا ہے - کبریت احمر اسکا نام اسیلیے رکھا گیا ہے کہ یہ دوا اعضائے تولید کے پژمردہ قوے کو از سر نو بحال کرنیکے ساتھ زندگی کو کیمیا بنا دیتی ہے - **قیمت فی شیشی ۳ ؍**

روغن درد گردہ - درد گردہ کے دورے اور تکلیفیں ایسی سخت ہوتی ہیں کہ الامان یہ عجیب و غریب روغن درد گردہ میں خاصکر جب درد کنکری کیوجہ سے ہو اکسیر کا کام دیتا ہے چھوٹے چھوٹے سنگریزوں کو توڑکر اور ریزہ ریزہ کرکے نہایت سہولت سے خارج کر دیتا ہے تمام کنکری اور ریت نکلکر درد گردہ کی نوبت پھر نہیں ہوتی - **قیمت فی شیشی عہ ۳ ؍ ۱۲ ؍**

عجیب و غریب مرہم المعروف مرہم عیسیٰ - اگر آپ دنیا بھر میں سب سے اچھا پر تاثیر بہدف ہر قسم کے زخموں جراحتوں چوٹوں - گلٹیوں - خنازیر - سرطان - طاعون - اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑوں - پھنسیوں ناسوروں - گنج خارش - بواسیر - اور طرح طرح کی جلد کی بیماریوں - ہاتھوں کے سردی سے پھٹ جانے جانور کے کاٹ لینے بچہ جننے اور عورتوں کے خطرناک امراض سرطان رحم وغیرہ کیلیے ہزارہا سال کا مجرب - مقدس ہر طبقہ اور ہر زمانہ کے حکما کا متفقہ بابرکت علاج چاہتے ہیں تو یہ مبارک مرہم اس کارخانہ سے منگایئے جو اسکو خالص اجزا سے تیار کرنے کا ذمہ وار ہے - طبی جہان اسکی کامیابیت تاثیرات کا ممنون ہے - یہ مشہور آفاق مرہم سوائے کارخانہ مرہم عیسیٰ کے دنیا بھر میں اور کہیں نہیں بنتا + قیمت فی ڈبیہ خورد ۶ ؍ - ۱۲ ؍ فی ڈبیہ کلاں عہ ؍

عمدۃ التقویم شنہ ۱۹ء مفت	حکیم محمد حسین اینڈ برادرز مالکان کارخانہ مرہم عیسیٰ نولکھا لاہور سے طلب کرو	رسالہ آئینہ صحت کا مفت

لاہوری بید مشک کا نہایت عمدہ خالص عرق :- خاکسار نے بڑی احتیاط اور محنت سے تیار کرایا ہے

قیمت فی بوتل ۱۴ ؍ ایک درجن کیلیے لعہ روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار + المشتہر خاکسار معراج الدین عمر احمدی معراج منزل لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۲

شکریہ معاونین

جیساکہ پچھلے پرچے کے مطالعہ سے واضح ہوا ہوگا اپنی جماعت کے بعض مخلص احباب محض ابتغاء لمرضاۃ اللہ حضرت اقدس ؑ کے حکم کی تعمیل مین اس رسالہ کی کثرت اشاعت کیغرض سے جدید خریدار پیدا کرنے اور اعانت مین حصہ لینے کی سعی فرمارہے ہین لیکن ایسے احباب کی تعداد ابھی بہت ہی کم ہے۔ کاش اپنی جماعت کا ہر ایک فرد حضرت اقدس ؑ کے اس تاکیدی ارشاد کی تعمیل مین اس کار خیر مین حسب استطاعت و توفیق خود حصہ لیکر حسنات دارین کا مستحق بنتا جملہ بھائیونکی ایسی مجموعی کوشش سے ہرگز بعید نہ تھا کہ تعداد اشاعت رسالہ کی جلد تر دس ہزار تک پہنچ جاتی لیکن موجودہ حالات ظاہر کرتے ہین کہ ابھی اپنے بھائیون مین زیادہ ہمت پیدا ہونیکی سخت احتیاج ہے۔ بعض معزز احباب مثلاً ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور و چودھری رستم علی صاحب انبالہ و ڈاکٹر سید جلال صاحب بریرا و بابو برکت علی صاحب کلرک شملہ ایک معقول رقم ماہواری چندہ اعانت کی بھیجتے ہین۔ ڈاکٹر نعمت علیخانصاحب و ٹربیزی اسسٹنٹ پشاور نے اپنی ترقی تنخواہ کے موقعہ پر چالیس روپیہ بطور اعانت میگزین کو بھیجا ہے (اللہ تعالی دیگر احباب کی پرجوش روحونکو انکی پیروی کی تحریک کرے۔ آمین) منشی ذو الفقار علیخانصاحب انسپکٹر آبکاری میرٹھ و شیخ محمد رشید صاحب احمدی میرٹھ و ماسٹر ہدایت اللہ صاحب جہلم و میان غلام دستگیر صاحب میڈیکل سٹوڈنٹ لاہور۔ و منشی غلام سرور خان صاحب قانونگوے ڈیرہ اسمعیل خان۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری و ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر ہمیشہ رسالہ کی اعانت و جدید خریدار پیدا کرنے مین ہمہ تن ساعی رہتے ہین۔ بابو عبد الرزاق صاحب بخشی بنارس و چودھری عبد العزیز بٹالوی و میان عبد اللہ تیماپور ریاست نظام و میان سلطان حامد قتال پور (ملتان) نے بھی جدید خریدار دیئے۔ جن احباب نے پچھلے ماہ مین اعانت کا روپیہ بھیجا ہے انکے نام معہ تعداد روپیہ اعانت کے ہم آئندہ پرچہ مین درج کرینگے۔ اللہ تعالے سب کو اس کی جزائے خیر دے۔ اور دیگر بھائیونکو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

ضروری اطلاع

رسالہ نور الدین جس مین فاضل مصنف نے بعد نظر ثانی کسی قدر اضافہ کیا ہے خوشخط عمدہ کاغذ پر چھپکر تیار ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک ۸/ ہے درخواستین اس پتہ پر ہون+ سیٹھ عبد الاحد ہدایت اللہ جنرل مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر۔

حکیم فضلدینصاحب نے اپنے مطبع ضیاء الاسلام مین منیجر میگزین کیلیے چھاپا۔